برتھ کنٹرول



(تصنیفِ لطیف)

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمد للّٰه وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبي بعدہٗ

ضبطِ ولادت(Birth Control)اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مقابلہ کے مُترادف(خلاف)ہے بلاوجہ اس کا عمل مُضرِ صحت بھی ہے۔ہاں سخت مجبوری پر جواز کی صورت نکل سکتی ہے لیکن واقعی وہ مجبوری ہو بھی۔ورنہ عموماً اس کا عمل در جنوں شرعی اور جسمانی خرابیوں کا باعث ہے۔فقیر نے اسی دوسری وجہ کی بنا پر یہ رسالہ لکھا ہے۔

وما توفيقي إلا باللّٰه العلي العظيم

وصلی اللّٰه تعالیٰ وسلم علی حبيبه الكريم الأمين

وعلیٰ آله وأصحابه أجمعين

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔پاکستان

25ربیع الآخر1425ھ

☆☆☆☆☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ o

اما بعد! اسلام کی حقانیت کا مسلمان کو تو ذرہ بھر بھی شک نہیں نہ اِسکے اُصول و قوانین میں کسی مسلمان کو غلط ہونے کا گمان ہے البتہ دشمنانِ اسلام روزِ اوّل سے نہ صرف شک اور گمان میں ہیں بلکہ اسے اوراس کے اصول وضوابط کو مٹانے کے درپے ہیں بلکہ ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے ہیں، لگا رہے ہیں اور لگاتے رہیں گے لیکن وَ اللّٰہُ مُتِمُّ نُوۡرِہٖ وَلَوۡ کَرِہَ الۡکٰفِرُوۡنَ [1] (اللہ تعالیٰ اپنے نور (اسلام) کو کامل ومکمل کرے گا اگرچہ کافروں کو ناگوار ہو) اسی لئے دُشمنانِ اسلام کا بھرپور حملہ اسلام اوراس کے قوانین وضوابط کے مٹانے پر ہوتا ہے لیکن جتنا وہ مٹاتے ہیں اُس سے بڑھ کر اسلام اُبھرتا ہے۔

ہاں مسلمان بھولا بھالا ضرور ہے مُسلمان کو دشمنانِ اسلام سبز باغ دکھا کر اسلام اور اِس کے اُصول سے مُنحرف کرنے کی کوشش کرتا ہے تو مسلمان غیروں کی باتوں میں آجاتا ہے ان میں ایک یہی "منصوبہ بندی" کا سلسلہ ہے۔ اس کے لئے غیر مسلم ہی کوشاں ہیں۔ اس کے بانی کی اس منصوبہ کی غَرَض و غایَت (اصل مقصد) بھی یہی تھی چنانچہ دریا آبادی کی تفسیر میں ہے۔ عصرِ حاضر میں جو آج جاہلیتِ فرنگ کے زیرِ سَایہ ایک شاندار تحریک قتل اولاد کی خفی اور باریک صورت میں "منعِ حمل" کے نام سے جاری ہے اس کا مُحرک بھی یہی خوفِ افلاس ہے۔ مالتھوس [2] نامی ایک ماہر معاشیات جو برطانیہ میں انیسویں صدی کی ابتداء میں ہوا ہے قتلِ اَولاد یا منعِ حمل کی تحریک اصل میں اس کی چلائی ہوئی ہے۔ اس کے سارے نظریہ کی بنیاد یہی خوفِ اِفلاس مُلک ہے۔

چنانچہ برتھ کنٹرول کی آج بھی غَرَض وغایَت (اصل مقصد) یہی بتائی جاتی ہے کہ بڑھتی ہوئی آبادی کی روک تھام ہو۔

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ: دراصل اس دشمنِ اسلام نے حضور نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اس ارشاد گرامی کا مقابلہ کیا جس میں آپ نے اپنی اُمت کو فرمایا: "تناكحوا وتناسلوا فإني أباهي بكم الأمم" [3] نکاح کرو اور بکثرت بچے جنو اس لئے کہ قیامت میں میں اُمتوں پر تمہاری وجہ سے فخر کروں گا۔ اس سے نتیجہ ظاہر ہے کہ جو برتھ کنٹرول پر عمل کرتے ہیں وہ ایک دشمنِ اسلام کے عمل کو رواج دے کر اپنے نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دل کو ٹھیس پہونچا رہے ہیں۔ اب فیصلہ انسان کے اپنے ہاتھ میں ہے کہ چاہے تو دشمنِ اسلام کا مشورہ قبول کرکے جہنم میں جانے کو تیار ہو جائے کیونکہ حدیث شریف میں ہے: "لمرء مع من أحب" [4] (ہر مرد اس کے ساتھ ہے جس سے اس کی محبت ہوگی) اور چاہے تو اس پر عمل نہ کرکے اپنے نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا دل خوش کرکے بَہِشت کے جس محل میں چاہے جگہ بنائے۔

---

(1) الصف:8

(2) Thomas Robert Malthus (English Economist)

(3) المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، المقصد الثالث، الفصل الثالث فيما تدعو ضرورته إليه صلى الله عليه وسلم إلخ، النوع الثالث في سيرته صلى الله عليه وسلم في نكاحه، 225/2، المكتبة التوفيقية. القاهرة مصر.

(4) صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب علامة حب الله عز وجل، 39/8، رقم الحديث 6168، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، 1422ھ.

اختیار بدستِ مختار

مسلمان اور اعدائے اسلام:

مالتھیس(Malthus) کے بعد ہر دَور میں اس تحریک کو مختلف طریقوں سے دشمنانِ اسلام نے آگے بڑھایا۔ یورپ کی ہر ایجاد ہمیں خوب لپیٹ میں لے لیتی ہے چنانچہ ہندوپاکستان میں گزشتہ ایک صدی سے ضبطِ ولادت(Birth Control) کی نحوست آئی۔

اس کی تائید میں نشرواشاعت کرنے اور لوگوں کو اس کی طرف رغبت دلانے اور اس کے عملی طریقوں کے متعلق معلومات بہم پہنچانے کے لئے انجمنیں قائم ہوئیں اور رسالے شائع کئے گئے۔ پہلے لندن کے برتھ کنٹرول انٹر نیشنل انفارمیشن سنٹر کی ڈائرکٹر مسز ایڈتھ ہومارٹن(Mrs. Edith How Martyn) نے اس تحریک کی نشرواشاعت کے لئے اس برِ عظیم(Sub continenet) کا دورہ کیا۔ پھر 1931ء کی مردم شماری کے کمشنر ڈاکٹر ہٹن(Dr. Hutton) نے اپنی رپورٹ میں ہندوستان کی بڑھتی ہوئی آبادی کو خطرناک ظاہر کرکے ضبطِ ولادت کی ترویج پر زور دیا۔

یاد رہے کہ اس تحریک کا نیا نام "خاندانی منصوبہ بندی"(Planned Parenthood) ہے۔ اس نئی اصطلاح کا استعمال امریکہ میں شروع ہوا اور پھر آہستہ آہستہ اس تحریک کا یہی نام پڑ گیا۔ 1942ء میں امریکہ کی ضبطِ تولید کی تنظیموں کی فیڈریشن (Birth Control Federation of America) کا نام تبدیل کرکے (Planned Parenthood Federation of America) کردیا گیا(انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا۔ 1955ء جلد ۳ صفحہ 647) لیکن ہمارے ہاں وہی پرانا نام ہر اعلیٰ ادنیٰ پڑھے لکھے خورد وکلاں(چھوٹے بڑے) کی زبانوں پر ہے اور اس کا چرچا اتنا عام ہے کہ اب اسے روکنے والا مجرم سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اُویسی کی یہ بات نہ بھولئے کہ یہ تحفہ تمہیں غیروں نے دیا اور کیوں دیا اسکی تفصیل آئیگی۔(إن شاء اللّٰہ تعالیٰ)

مسلمانانِ پاکستان:

جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے وہ تو ایک "لادینی مملکت" ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس لئے اسے اپنی کسی سرکاری پالیسی کے لئے مذہب سے سَنَد لانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن پاکستان الحمد للہ اسلامی مملکت ہے، اس لئے یہاں یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ یہ تحریک عین مطابقِ اسلام ہے۔ اس کے بعد اگر اسلامی قوانین کا علم رکھنے والے خاموش رہیں تو عام طور پر یہی سمجھ لیا جائے گا کہ اسلام فی الواقع اس تحریک کا حامی ہے یا کم از کم اسے جائز رکھتا ہے۔

ازالۂ وہم:

جن دوستوں نے اسے جائز رکھا ہے انہوں نے عَزَل[5] پر قیاس کیا اگرچہ یہ قیاس سرے سے غلط ہے لیکن وہ خود عَزَل کو مکروہ بھی مانتے ہیں قِیاس مَعَ الفَارِق[6] کے بعد بناء الفاسد علی الفاسد کا اِرتکاب فرمایا پھر اس مکروہ میں جو انگریز دین کے دشمن اور بدترین مکروہات ملائے اور شہد کی لالچ دیکر مسلمانوں کو زہر کھلایا اور ہماری قوم کو تباہی کے دہانے پر کھڑا کیا اس کے ذمہ دار ضبطِ ولادت کو جائز رکھنے والے حضرات بھی ہیں اس کی تفصیل آئیگی۔

(إن شاء اللّٰہ تعالیٰ)

فقیر قلم کے ذریعے ضبطِ ولادت کے عدمِ جواز پر دلائل کے ساتھ طبی خرابیاں اور عقلی کمزوریاں عرض کریگا خدا کرے کہ مسلم قوم کو ہوش نصیب ہو ورنہ یہ اپنا نقصان برداشت کرلیتی ہے لیکن انگریز کے عطاکردہ تحفہ کو نعمت سمجھ کر اس کی تعمیل میں جان کی بازی لگادیتی ہے بالخصوص جب خود

---

(5) جماع کے وقت انزال سے پہلے عورت سے علیٰحدہ ہونا

(6) دو بعید القیاس چیزوں کو ایک سمجھنا

حکومت بھی اس کی حامی ہو۔ اس مسئلہ میں ایک فقیر کا قلم کیا کر سکتا ہے جب کہ اس کے بالمقابل حکومت کے تمام پُرزے اپنی تمام قوت وطاقت کے ساتھ مخالفت پہ ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں لیکن الحق یعلو ولا یعلیٰ[7] پر امید ہے کہ ہوش مند لوگ ضرور اس طرف متوجہ ہو کر اپنی عاقبت سنواریں گے۔ اور فقیر کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے صِلہ نصیب ہو گا۔ (إن شاء اللہ تعالیٰ)

ضبط ولادت کی غرض وغایت:

اسلام کے نام لیواؤں کو معلوم ہو کہ مسلمانوں کے بیشمار فرقوں کے باوجود کسی بھی فرقے نے اس منحوس تحریک کا تصور تک نہ کیا، صرف عزَل تھا تو وہ بھی چند مجبوریوں کے مدِّ نظر اور اس پر زیادہ بھی کیا تو خوارج نے جنہیں حضور ﷺ نے ''الخوارج کلاب النار''[8] فرمایا، خارجی فرقہ کے لوگ جہنم کے کتے ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ یہ منحوس انگریز کی عطا ہے۔ یورپ میں اس تحریک کی ابتداء اٹھارہویں صدی عیسوی کے اَواخر میں ہوئی۔ اس کا پہلا محرک غالباً انگلستان کا مشہور ماہرِ معاشیات مالتھوس (Malthus) تھا۔ اس کے عہد میں انگریزی قوم کی روز افزوں خوشحالی کے سبب سے انگلستان کی آبادی تیزی کے ساتھ بڑھنی شروع ہوئی۔ آبادی کی اس توفیر (کثرت) کو دیکھ کر اس نے حساب لگایا کہ زمین پر قابلِ سکونت جگہ محدود ہے، اور اسی طرح معیشت کے وسائل بھی محدود ہیں، لیکن نسل کی افزائش غیر محدود ہے۔ اگر نسل اپنی فطری رفتار کے ساتھ بڑھتی رہے تو زمین اس کے لئے تنگ ہو جائے گی، وسائلِ معاش کفایت نہ کر سکیں گے اور افزائشِ نسل کے ساتھ معیارِ زندگی پست ہوتا چلا جائے گا۔ لہٰذا نسلِ انسانی کی خوش حالی، آسائش اور فلاح وبہبود کے لئے ضروری ہے کہ اس کی افزائش، وسائلِ معاش کی وُسعت کے ساتھ متناسِب (تناسب میں) رہے اور اس سے آگے نہ بڑھنے پائے۔ اس غرض کے لئے اس نے برہم چرج (برہمنوں) کے قدیم طریقے کو رائج کرنے کا مشورہ دیا۔ یعنی بڑی عمر میں شادی کی جائے اور ازدواجی زندگی میں ضبطِ نفس سے کام لیا جائے۔

یہ خیالات پہلی مرتبہ 1798ء میں اس نے اپنے ایک رسالہ ''آبادی اور معاشرے کی آئندہ ترقی پر اس کے اثرات''[9] میں پیش کئے تھے۔

اس کے بعد فرانسس پلاس (Francis Place) نے فرانس میں افزائشِ نسل کو روکنے کی ضرورت پر زور دیا۔ مگر اس نے اخلاقی ذرائع کو چھوڑ کر دواؤں اور آلات کے ذریعہ سے منعِ حمل کی تجویز پیش کی۔ اس رائے کی تائید میں امریکہ کے ایک مشہور ڈاکٹر چارلس نولٹن (Charles Knowlton) نے 1833ء میں آواز بلند کی۔ اُس کی کتاب ''ثمراتِ فلسفہ'' (The Fruits of Philosophy) غالباً پہلی کتاب ہے جس میں منعِ حمل کے طبی طریقوں کی تشریح کی گئی تھی اور اُن کے فوائد پر زور دیا گیا۔

انتباہ:

بھولے مسلمانو! غور فرمائیں یہ برتھ کنٹرول اسلامی تحریک نہیں اور نہ ہم مسلمانوں کی ایجاد ہے اس پر اتنی بہت بڑی محنت ان ملکوں میں ہو رہی ہے جو اسلام اور مسلمانوں کی جڑیں کھوکھلی کرنا چاہتے ہیں بلکہ دنیا میں اسے صفحۂ ہستی سے مٹانے کے آرزو مند ہیں۔

اور ملاحظہ ہو:

انیسویں صدی کے رُبعِ آخر میں ایک نئی تحریک اٹھی جو نومالتھوسی تحریک (Neo Malthusian Movement) کہلاتی ہے۔ 1876ء میں مسز اینی بیسنٹ اور چارلیس بریڈلانے ڈاکٹر نولٹن کی کتاب ''ثمراتِ فلسفہ'' کو انگلستان میں شائع کیا۔ حکومت نے اس پر مقدمہ چلا دیا۔ مقدمہ کی شہرت نے عوام کو اس تحریک کی طرف متوجہ کر دیا۔ 1877ء میں ڈاکٹر ڈریسڈیل (Drysdale) کے زیرِ صدارت ایک انجمن قائم ہوگئی جس نے ضبطِ ولادت کی تائید

---

(7) كشف الخفاء ومزيل الإلباس, حرف الهمزة, حرف الحمزة مع السين المهملة 144/1, رقم الحديث 362, المكتبة العصرية, الطبعة الأولى. 1420ھ 2000م.

(8) سنن ابن ماجه, افتتاح الكتاب في الإيمان وفضائل الصحابة والعلم, باب في ذكر الخوارج, 61/1, رقم الحديث 173, دار إحياء الكتب العربية فيصل عيسى البابي الحلبي.

(9) An Essay on Population and as it effects the future Improvement of Society

میں نشرواشاعت شروع کردی۔ اس کے دو سال بعد مسز بیسنٹ(Mrs. Besant) کی کتاب قانونِ آبادی(Law of Population)شائع ہوئی جس کے ایک لاکھ پچھتر ہزار نسخے پہلے ہی سال فروخت ہوگئے۔ 1881ء میں یہ تحریک ہالینڈ، بلجیم، فرانس اور جرمنی میں پہنچی اوراس کے بعد رفتہ رفتہ یورپ اورامریکہ کے تمام مُتَمَدِّن ممالک میں پھیل گئی۔ باقاعدہ انجمنیں قائم ہوئیں جنہوں نے تحریر و تقریر کے ذریعہ سے لوگوں کو ضبطِ ولادت کے فوائد اوراس کے عملی طریقوں سے آگاہ کیا۔ اس کو اخلاقی نقطۂ نظر سے جائز بلکہ مُستَحسَن، اور معاشی نقطۂ نظر سے مفید بلکہ قطعاً ناگزیر بتایا گیا۔ اس کے لئے دوائیں ایجاد کی گئیں۔ آلات بنائے گئے عام لوگوں کی دست رس تک ان چیزوں کو پہنچانے کا انتظام کیا گیا۔ جگہ جگہ ضبطِ ولادت کے مطب(Birth Control Clinics) قائم کئے گئے جہاں عورتوں اور مردوں کو ضبطِ ولادت کے لئے ماہرانہ مشورے دیئے جانے لگے۔ اس طرح اس نئی تحریک نے بہت جلدی فروغ پالیااوراب یہ روزبروز بڑھتی چلی جارہی ہے۔

پاکستان کانمبراوّل:

ہمارا ملک تواس کا ایسا عاشق ہے کہ ہر حکومت میں اس کے فروغ اور ترقی پر پانی کی طرح پیسا بہایا جارہاہے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے لوگوں نے پاکستان بنایا بھی گویا برتھ کنٹرول کی ترویج کے لئے تھا۔

ضبطِ ولادت کے قدیم طریقے:

عَزَل، اِسقاطِ حَمل[10]، قتلِ اولاد۔ باسمِ حَرَج[11](ضبطِ نفس[12]خواہ وہ تجرُّد[13]کی شکل میں یا ترکِ جماع سے)۔

جدید طریقے:

ترکِ مُقارَبَت[14] نہ ہو مگر دواؤں یا گولیوں اورآلات کے ذریعہ ضبطِ ولادت(پیدائش روک دی گئی)ہو۔

امریکہ کا طریقہ:

مذکورہ بالا جدید طریقوں کے علاوہ امریکہ اوریورپ میں اِسقاطِ حَمل کا طریقہ بھی رائج ہے۔

مسلمانانِ پاکستان کا طریقہ:

پاکستان کے بعض مسلمان چونکہ یورپ اورامریکہ کے سچے پکے عاشق ہیں اسی لئے وہ جدید طریقوں پر توکھلم کھلا اور عام عمل کرتے ہیں لیکن مؤخر الذکر کو چوری چھپے کرہی لیتے ہیں۔

عام تجربہ:

انگریزوں نے جس مقصد کے لئے برتھ کنٹرول کی ایجاد کی وہ بھی اگرچہ اسلام کے سراسر منافی ہے لیکن حقیقت یہ ہے اب اس کی غرض وغایت نے ایسے غلط ماحول کو جنم دیا کہ جس سے ہر صاحبِ عقل اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

ایک فرانسیسی مصنّف لکھتاہے کہ فرانس میں ضبطِ ولادت پر عمل کرنے والے جوڑوں سے جب وہ وجوہ معلوم کرنے کی کوشش کی گئی جن کی بناپر وہ اولاد کی پیدائش روکنے کی کوشش کرتے ہیں تو پتہ چلا کہ بہت ہی کم لوگ ایسے ہیں جو کثرتِ عیَال(اولاد) اور قلّتِ مال کی بناپر ایسا کرتے ہیں۔ زیادہ تر لوگوں کے محرکات یہ ہیں:

---

(10) حاملہ کے پیٹ سے بچے کا قبل از وقت خارج ہوجانا یا گرانا

(11) ترک کرنا

(12) نفسانی خواہشات کو قابو میں رکھنا

(13) علیحدگی اختیار کرنا

(14) جماع سے اجتناب کرنا

”اپنی مالی حالت بہتر بنانا اور معیارِ زندگی بلند رکھنا۔ اپنی جائداد کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم ہونے سے بچانا۔ اکلوتے بچے کو بہت اعلیٰ درجے کی تعلیم دینا اور شاندار مستقبل کے لئے تیار کرنا۔ بیوی کے حُسن اور نزاکت کو حمل اور پرورشِ اطفال کی کھکیڑ (پریشانی) سے بچانا۔ اپنی سیر و تفریح کی آزادی کو محفوظ رکھنا۔ اس خطرے کی روک تھام کہ بچوں والی ہو کر بیوی بچوں ہی کی ہو کر نہ رہ جائے اور شوہر کا لطف کِرکِرا نہ ہو جائے۔“

(Paul Bureau, Towards Moral Bankruptcy, London1925, P.64)

خارج ازامکان:

یہ مسئلہ خالص عورتوں کا ہے اور ولادت ان کے لئے موت کے برابر ہوتی ہے اور خواتین ہزاروں میں کوئی ایک آدھ ہماری بات مان لے تو غنیمت ورنہ ضبطِ ولادت کی روک تھام مُمتَنِع (ناممکن) نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب سے یہ تحریک چلی ہے اس کا زور بڑھ رہا ہے کمی کا کہیں نشان تک نظر نہیں آتا اگرچہ پڑھی لکھی خواتین اور تجربہ کار بیبیوں نے اس کے مُضرات و نقصانات بارہا اخبارات میں شائع کرائے اور اطباء اور ڈاکٹروں نے بارہا نصیحتیں بتائیں لیکن ماننے کو کوئی بھی تیار نہیں بلکہ ہماری حکومتِ پاکستان نے تو اس کی ترویج و اشاعت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا ہے۔

خلاصہ غرض وغایۃ:

برتھ کنٹرول (ضبطِ ولادت) کی ہر تحریک اور اس کی سرپرست حکومت یہی بتا رہی ہے کہ آبادی کم ہو تاکہ معاش کی تنگی نہ ہو۔

اسلام اور دشمنانِ اسلام کا مُعارَضَہ (جھگڑا):

بے دین لوگ اور بے دین حکومتیں اپنے تصور میں مجبور ہیں اس لئے کہ انہیں نہ خدا پر ایمان نہ خدا پر بھروسہ، لیکن مسلمان اور اسلامی حکومتیں اس تصور کی لپیٹ میں کیوں؟ جب ہمارا اٹل اُصول ہے کہ ہمارا رب خالق ہے تو رزاق بھی ہے، ہم برتھ کنٹرول پر عمل کریں یا نہ کریں جسے اس نے پیدا کرنا ہے اس نے پیدا ہونا ہی ہے اور جسے اس نے پیدا کرنا ہے اُسے اُس نے رزق بھی دینا ہے ظاہری اسباب ہوں یا نہ ہوں۔

غیروں نے ہتھیار ڈال دئیے:

جہاں سے یہ تحریک چلی وہاں کے چند دانشوروں کی بات ملاحظہ ہو۔

فرانس کے مُدَبّرِ اَعْظَم مارشل پِیتاں (Marshall Petaine) نے خود جون 1940ء کی شکست کے بعد اعلانیہ اس کا اعتراف کیا ہے کہ ہماری یہ ذِلّت ہماری اپنی نفس پرستیوں کا نتیجہ ہے اور دُنیا کے اَہلِ بصیرت نے بالاتفاق اس کی شکست کے اسباب میں سے ایک اہم سبب اس کی شرح پیدائش کے مسلسل اِنْحِطاط (کمی) کو قرار دیا ہے۔

نوٹ:

اس مُدَبّرِ اَعْظَم کا وہی خیال ہے جو ہمارا ہے کہ برتھ کنٹرول سے شرح پیدائش کی کمی ہوئی تو ہم جنگ میں کامیاب نہ ہو سکے اگر ہمارے ہاں افراد کی کثرت ہوتی تو ہم شکست نہ کھاتے۔

(۱) برطانیہ کے مسٹر چرچل (Mr. Churchill) کے بیٹے مسٹر رینڈولف چرچل (Mr. Randolph Churchill) نے تقریر کرتے ہوئے کہا: ”میں نہیں سمجھتا کہ ہماری قوم بالعموم اس خطرے سے آگاہ ہو چکی ہے کہ اگر ہماری شرح پیدائش اسی طرح گرتی رہی تو ایک صدی کے اندر جزائرِ برطانیہ کی آبادی صرف ۴۰ لاکھ رہ جائے گی اور اتنی کم آبادی کے بل بوتے پر برطانیہ دنیا میں ایک بڑی طاقت نہ رہ سکے گا۔“

پھر اس شرحِ پیدائش کی کمی کے اسباب پر گفتگو کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”برطانوی لوگوں میں اپنے معاشرتی مرتبہ کا خیال بہت زیادہ ہے اور وہ نہایت مبالغہ کے ساتھ اپنے اس مرتبہ کو قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے ہاں قصداً افرادِ خاندان کی تعداد کم تر رکھنے کی سعی کی جاتی ہے۔ کیونکہ بچے ایک دوسے زیادہ ہو جانے کی صورت میں انہیں خوف ہوتا ہے کہ ہم اپنے

بچوں کو اُس شان کے ساتھ مدرسے (Schools) نہ بھیج سکیں گے جس کے ساتھ اُن کے ہمسایوں کے بچے جاتے ہیں اوراس سے معاشرت میں ان کی حیثیت گر جائے گی۔"

فرعون کے نقشِ قدم پر:

اگرچہ فرعون کی غرض وغایۃ کچھ اور تھی لیکن یہ کام سب سے پہلے اسی نے کیا اگرچہ وہ کُھلم کھلا پیدائش کے بعد صرف بچوں کا قاتل تھا اور برتھ کنٹرول میں معنوی قتل ہے۔ بلا تخصیص بچہ یا بچی وہ عمداً اس بُرے فعل کا مرتکب تھا اور یہ کسی دھوکہ میں آکر اس کا اِرتکاب کررہے ہیں ان دونوں کی حقیقت تو ایک ہے اگرچہ نام دو۔

دورِ جاھلیت کے زندہ درگور کرنے والوں کی پیروی:

قرآن مجید اوراحادیثِ مبارکہ میں جن بدبخت لوگوں (زندہ درگور کرنے والے) کی سخت مُذمت کی گئی ہے ان کی ایک غرض وغایت برتھ کنٹرول کی غرض وغایت سے ملتی جلتی ہے۔ وہ یہ دھندا اِفلاس وتنگدستی کے خوف سے کرتے اور یہ بھی اسی خوف سے اگرچہ ان کا بچیوں کا زندہ درگور کرنا ایک اور وجہ سے بھی تھا یعنی بچیوں سے ننگ وعار (بدنامی اور شرم)۔

دوقدم آگے:

غور سے دیکھا جائے تو برتھ کنٹرول (ضبطِ ولادت) جو دورِ حاضرہ میں ہے وہ فرعون اور جاہلیت والوں سے دوقدم آگے ہے۔ فرعون صرف بچوں اور جاہلیت والے اکثر لڑکیوں کے اور برتھ کنٹرول والے ہر دونوں (بچوں بچیوں) کے قاتل ہیں۔ (واللّٰہ تعالیٰ أعلم)

(۲) وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ۔ (پ15، بنی اسرائیل)

ترجمہ: اپنی اولاد کو اِفلاس کے خوف سے قتل مت کرو، ہم ہی تم کو بھی رزق دیتے ہیں اوران کو بھی۔

فائدہ: اس آیت میں یہ اِرشاد فرمایا گیا ہے کہ وہ معاشی نظریہ بہت ہی غلط قسم کا ہے جو نسل کو گھٹانے اور محدود کرنے کی طرف لے جاتا ہے۔ معاشیات کے صحیح قوانین ہی دوسرے ہیں۔ اِفلاس کا ذکر اس لئے فرمایا کہ فلاسفہ مادئیین اور مفکرین جاہلیت اپنے نظریہ کی عقلی توجِیہہ (دلیل) عُموماً یہی کرتے ہیں۔

بلکہ افسوس سے کہنا پڑرہا ہے کہ جن لوگوں نے اسکے جواز پر دلائل قائم کئے ہیں انھوں نے بھی عَزَل پر قیاس کرکے اس کی اصلی غرض وغایت یہی بتائی ہے کہ بڑھتی ہوئی آبادی کی روک تھام ہو اور دنیا میں اِفلاس اور تنگدستی نہ پھیلے حالانکہ یہ قیاس مع الفارق ہے۔ فقیر اُویسی آگے چل کر دلائل سے ثابت کرے گا۔

لطیفہ:

بھولے لوگوں نے برتھ کنٹرول کی اجازت مرحمت فرماکر ساتھ یہ بھی وعظ فرمایا ہے کہ خبردار اس میں یہ عقیدہ نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جسے پیدا کرنا ہے وہ اس عمل سے پیدا نہ ہوگا۔ یہ عجیب وعظ ہے کہ ایک طرف تو بلاوجہ بھوکے کو کہہ دیا جائے کہ حرام طعام کھالے پھر اُسے وعظ فرمایا کہ تھوڑا کھانا کہیں اللہ ناراض نہ ہوجائے۔ بھوکے نے تو پیٹ بھرنا ہے جب اُسے کہہ دیا گیا ہے کہ مال حلال ہے تو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا کیا معنٰی؟

خوارج کی وراثت:

برتھ کنٹرول خوارج کا تحفہ ہے۔ چنانچہ حُجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

"فرقہ خوارج کی عورتوں کی عادت تھی کہ قُربَت (اِخراجِ مادہ تولید) کے وقت اِستقرارِ حمل کو روک دیتی تھیں تاکہ حمل کی مصیبت اور بچوں کی پرورش کے عذاب سے آزاد رہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا جب بصرہ تشریف لے گئیں تو اِن خوارج عورتوں میں سے ایک عورت نے آپ سے ملاقات کرنی چاہی تو آپ نے ملاقات سے اس لئے انکار کر دیا کہ وہ اِستقرارِ حمل کی مخالفت کرتی تھیں۔"[15] (احیاء العلوم، ج2 صفحہ 61)

الحمدللہ ہم کو اپنی ماں اور جملہ اہلِ اسلام کی ماں کی وراثت نصیب ہے اور مُجَوِّزِین (تجویز کرنے والے) سوچیں کہ وہ کس گروہ کے مقلد ہیں۔ "فَاعۡتَبِرُوۡا یٰۤاُولِی الۡاَبۡصَارِ"[16]

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصیحت:

پیرانِ پیر روشن ضمیر حضور غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

"جو حاملہ عورت اپنے بچے کا بوجھ اُٹھاتی ہے، اُسے رات کو قیام کرنے، دِن کو روزہ رکھنے اور اللہ تعالی کے راستے میں جہاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔

اور جب وضعِ حمل کی تکلیف برداشت کرتی ہے تو اُسے اُس کی ہر تکلیف کے بدلے میں ایک ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے، اور جب ماں اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے، وہ جتنی مرتبہ پلائے گی تو اُسے ہر مرتبہ اللہ کی طرف سے ایک اجرِ عظیم ملتا ہے۔"[17] (الحدیث۔ از غنیۃ الطالبین، ص 124)

انتباہ صحابی رسول ﷺ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا:

"عَزَل (جو کہ مانع حمل کی عملی تدبیر ہے) کرنا درست ہے؟"

آپ نے فرمایا: "اُف اُف!! کیا ایسا کام کوئی مسلمان بھی کرتا ہے؟"[18] (مدخل الشرع، ص 192 ج ۲)

حضرت ابو امامہ کا انتباہ:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے (عَزَل) (coitas interruptas) کے بارے میں پوچھا گیا:

آپ نے فرمایا: "میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ مسلمان ایسا کام کرے۔"[19] (زاد المعاد ص 222 ج 2، طرح التثریب ص 61 ج 7)

ہوگا وہی جو منظور خدا ہوگا:

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ایک آدمی نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا (عَزَل) جو مانع حمل کی ایک عملی تدبیر ہے کرنا درست ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا: "جس پانی کے قطرہ سے کسی بچے کا پیدا ہونا مقدر ہو چکا ہے، اگر تو اُسے کسی پتھر پر بھی گرائے گا تو اللہ تعالیٰ اسی قطرہ سے رحم مادر میں بچہ پیدا کر دے گا۔"[20] (رواہ احمد وابن حبان وصححہ، نیل الاوطار ص 168 ج 6)

---

(15) احياء علوم الدين, ربع العادات, كتاب آداب النكاح, 52/2, دار المعرفة بيروت.

(16) الحشر: 1

(17) الغنية لطالبي طريق الحق, فصل في آداب النكاح, الجزء الأول, رقم الصفحة 72, دار إحياء التراث العربي, الطبعة الأولى, 1416ه 1996م.

(18) المدخل میں یہ روایت "عزل" کے سیاق و سباق میں نہیں ملی۔ البتہ "عورت سے پیچھے کے مقام میں جماع کرنے" کی فصل میں آئی ہے۔
المدخل لابن الحاج, فصل في آداب الجماع, فصل إتيان المرأة في دبرها, 192/2, دار التراث.

(19) زاد المعاد في هدي خير العباد, فصل في حكمه صلى الله عليه وسلم في العزل, 131/5, مؤسسة الرسالة بيروت, الطبعة السابعة والعشرون, 1415ه 1994م.
طرح التثريب في شرح التقريب, كتاب النكاح, حديث كنا نعزل على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم والقرآن ينزل, 61/7, دار إحياء التراث العربي.

(۲) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ ہم نے غزوۂ بنی مصطلق میں (عَزل) کی اجازت مانگی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہیں ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ لکھ دیا ہے اُسے قیامت تک پیدا کرتا رہے گا۔"[21]

(مسلم و بخاری، نیل الاوطار، ص167، ج6)

(3) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا، کیا میں حمل کے خوف کی وجہ سے عَزل کر سکتا ہوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تو چاہے تیری مرضی، لیکن یہ بات یاد رکھ جو اس عورت کے پیٹ سے پیدا ہونا مقدر ہو چکا ہے وہ ضرور پیدا ہو کر رہے گا۔"[22]

(ابو داؤد و مسلم، نیل الاوطار، ص167، ج6)

کرشمۂ قدرت:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں قُربت کے وقت ہمیشہ عَزل کیا کرتا تھا، لیکن قدرت کا کرشمہ دیکھئے اِس عورت سے ایک ایسا بچہ پیدا ہوا، جو مجھے تمام لوگوں سے زیادہ پیارا تھا۔"[23]

(مغنی لابن قدامہ، ص24، ج7)

ہدایاتِ نبوی ﷺ:

حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا:

(۱) سَوْدَاءُ وَلُودٌ خَيْرٌ مِنْ حَسْنَاءَ عَقِيمٍ [24]

یعنی وہ کالی کلوٹی عورت جو بچے جنتی ہو اُس حسین عورت سے لاکھ درجہ بہتر ہے جو بچے نہ جنے۔ (الحدیث۔ مغنی لابن قدامہ، ص32، ج7)

(2) تم ایسی عورت سے شادی کرو جو اپنے خاوند سے محبت رکھتی ہو اور بچے جننے والی ہو، تاکہ اپنی اُمت کی کثرت سے دوسری اُمتوں پر فخر کروں۔[25]

---

(20) مسند أحمد, مسند المكثرين من الصحابة, مسند أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه, 412/19, رقم الحديث 12420, مؤسسة الرسالة, الطبعة الأولى، 1421ھ 2001م.

صحیح ابن حبان میں یہ روایت مرفوعاً نہیں ملی۔ البتہ اس روایت کے ہم معنی جملہ حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ملا ہے۔

صحيح ابن حبان, كتاب النكاح, باب العزل, 506/9, رقم الحديث 4194, مؤسسة الرسالة بيروت, الطبعة الثانية، 1414/1993.

نيل الأوطار للشوكاني, كتاب الوليمة والبناء على النساء وعشرتهن, باب ما جاء في العزل, 234/6, دار الحديث مصر, الطبعة الأولى، 1413ھ 1993م.

(21) صحيح البخاري, كتاب التوحيد, باب قول الله: هو الله الخالق البارئ المصور, 121/9, رقم الحديث 7409, دار طوق النجاة, الطبعة الأولى، 1422ھ.

صحيح مسلم, كتاب النكاح, باب حكم العزل, 1061/2, رقم الحديث 1430, دار إحياء التراث العربي بيروت.

نيل الأوطار للشوكاني, كتاب الوليمة والبناء على النساء وعشرتهن, باب ما جاء في العزل, 233/6, دار الحديث مصر, الطبعة الأولى، 1413ھ 1993م.

(22) سنن أبي داود, كتاب النكاح, باب ما جاء في العزل, 252/2, رقم الحديث 2173, المكتبة العصرية صيدا بيروت.

صحيح مسلم, كتاب النكاح, باب حكم العزل, 1064/2, رقم الحديث 1439, دار إحياء التراث العربي بيروت.

نيل الأوطار للشوكاني, كتاب الوليمة والبناء على النساء وعشرتهن, باب ما جاء في العزل, 232/6, دار الحديث مصر, الطبعة الأولى، 1413ھ 1993م.

(23) المغني لابن قدامة, كتاب الوليمة, فصل عزل عن زوجته أو أمته ثم أتت بولد, 299/7, مكتبة القاهرة, 1388ھ 1968م.

(24) المغني لابن قدامة, كتاب الوليمة, فصل العزل مكروه, 298/7, مكتبة القاهرة, 1388ھ 1968م.

(25) سنن أبي داود, كتاب النكاح, باب النهي عن تزويج من لم يلد من النساء, 220/2, رقم الحديث 2050, المكتبة العصرية صيدا بيروت.

سنن النسائي, كتاب النكاح, كراهية تزويج العقيم, 65/6, رقم الحديث 3227, مكتب المطبوعات الإسلامية حلب, الطبعة الثانية، 1406/1986.

الترغيب والترهيب للمنذري, كتاب النكاح وما يتعلق به, 31/3, رقم الحديث 2958, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى، 1417.

(ابو داؤد و نسائی ترغیب، ص ۷، ج ۳)

کثرتِ اولاد کے فائدے:

(۱) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا:

"جو لوگ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے اُن میں سے ایک وہ ہو گا جس کا کنبہ بڑا ہو، اور اس کے اعمال تقویٰ سے آراستہ ہوں۔"[26]

(ابن خزیمہ و ترمذی ترغیب، ص 15 جلد 3)

(2) حضرت ابن عجرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

"جو اپنے چھوٹے بچوں کو پالنے کے لئے دَوڑ دھوپ (سخت محنت) کرتا ہے اُسے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کا اَجر ملتا ہے۔"[27]

(طبرانی برجالہ الصحیح ترغیب، ص 16 جلد 3)

(3) آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

"جب بندے کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُسے بال بچوں کے فکر میں مبتلا کر دیتا ہے تا کہ اِس غم و فکر کی وجہ سے اُس کے گناہ مٹتے رہیں۔"[28] (احمد احیاء العلوم ص 37 جلد 2)

(4) حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"بعض ایسے گناہ ہوتے ہیں، جن کو بال بچوں کا فکر اور معاش کا غم ہی مٹا سکتا ہے۔"[29] (احیاء العلوم ص 37 جلد 2)

خدمتِ اولاد کا اجر و ثواب:

(۱) حضرتِ عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ جب ایک میدانِ جنگ میں جہاد کر رہے تھے اپنے ساتھیوں سے فرمایا "کیا تم جانتے ہو کہ ہمارے اِس جہاد کے عمل سے کس کا عمل بہتر ہے؟" پھر خود ہی فرمایا "جس کے بال بچے زیادہ ہوں اور کسی کے آگے دستِ اِحتیاج (حاجت) نہ پھیلاتا ہو۔ اگر وہ رات کو اُٹھ کر اپنے بچوں کو جو اُوپر سے ننگے سو رہے ہوں اپنی چادر سے ڈھانپ دے تو اس کا یہ معمولی عمل ہمارے اس جہاد سے افضل ہے۔"[30] (احیاء العلوم ص 37 جلد 2)

(۱) ایک شخص نے اپنے شیخ کو لکھا کہ "حضرت دعا کیجئے کہ میں بال بچوں کے عذاب سے چھوٹ جاؤں۔"

آپ نے واپسی جواب میں لکھا "اگر عذاب سے چھوٹ جاؤ گے تو ثواب سے بھی چھوٹ جاؤ گے۔"

صحابہ کرام بالخصوص خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کا رَدِّ عمل:

(۱) حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

---

(26) صحيح ابن خزيمة, كتاب الزكاة المختصر من المختصر من المسند إلخ, باب ذكر إدخال مانع الزكاة النار إلخ, المكتب الإسلامي بيروت.

سنن الترمذي, أبواب فضائل الجهاد, باب ما جاء في ثواب الشهداء, 176/4, رقم الحديث 1642, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر, الطبعة الثانية, 1395ھ 1975م.

الترغيب والترهيب للمنذري, كتاب النكاح وما يتعلق به, 41/3, رقم الحديث 2999, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى, 1417.

(27) المعجم الكبير للطبراني, باب الكاف, الحكم بن عتبة عن عبد الرحمن بن أبي ليلى عن كعب بن عجرة, 129/19, مكتبة ابن تيمية القاهرة, الطبعة الثانية.

الترغيب والترهيب للمنذري, كتاب النكاح وما يتعلق به, 42/3, رقم الحديث 3006, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى, 1417.

(28) احياء علوم الدين, ربع العادات, كتاب آداب النكاح, 32/2, دار المعرفة بيروت.

(29) احياء علوم الدين, ربع العادات, كتاب آداب النكاح, 32/2, دار المعرفة بيروت.

(30) احياء علوم الدين, ربع العادات, كتاب آداب النكاح, 32/2, دار المعرفة بيروت.

"امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعض لڑکوں کو اس وجہ سے سزا دی تھی کہ انہوں نے (عزل) جو مانع حمل کی ایک عملی تدبیر ہے، عمل کیا تھا۔"[31] (زاد المعاد، ص223، ج2)

(2) حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی خلافت میں لوگوں کو (عزل) ضبطِ تولید کی ایک عملی تدبیر سے روکتے تھے۔"[32] (زاد المعاد، ص223، ج2)

(3) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ خود بھی (عزل) نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے اگر مجھے معلوم ہو گیا کہ کسی میرے لڑکے نے اس پر عمل کیا ہے تو میں اُسے سزا دوں گا۔"[33] (زاد المعاد، ص221، ج2)

(4) حضرت شعبہ بن عاصم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: "امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ (عزل) کو بُرا سمجھتے تھے۔"[34]

(زاد المعاد، ص221، ج2)

(5) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "(عزل) ضبطِ تولید کی ایک عملی تدبیر کا جُرم ایسا ہے جیسے کوئی زندہ بچے کو زمین میں گاڑ دے۔"[35]

(زاد المعاد، ص222، ج2)

(6) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "عَزَل کرنا ایک قسم کا بچے کو زندہ در گور کرنا ہے۔"[36] (احیاء العلوم، ص29، ج2)

علّامہ محدّث زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "محدّث امام عز الدین بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ دیا ہے۔

يحرم على المرأة استعمال دواء ما يمنع من الحبل قال ابن يونس ولو رضي به الزوج۔[37]

ترجمہ: عورت کو ایسی دوائی اِستعمال کرنا جو حمل کو روک دے حرام ہے۔ اگرچہ اس کے اِستعمال سے اُس کا خاوند بھی راضی ہو۔

(طرح التثریب فی شرح التقریب، ص62 ج7۔ مسک الختام شرح بلوغ المرام، ص184، ج2)

بہر حال ضبطِ ولادت اچھا کام نہیں مسلمان عورت کو جب اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر ایمان ہے پھر اُس کا مقابلہ کر کے اپنے رب تعالیٰ کو اپنے اُوپر ناراض کرنا گھاٹے کا سودا ہے۔ ادویہ وغیرہ کی تدبیر سے اگرچہ حمل نہ بھی ٹھہرے تب بھی جسمانی امراض کا پیدا ہو جانا لازمی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

اللہ تعالیٰ نے جو نظام بنایا ہے اس میں رَدّ و بدل اپنا نقصان ہے مثلاً ماہانہ خون کا خروج (ماہانہ حیض) ہر عورت کی صحت ہے۔ اس میں بگاڑ جسمانی نقصان ہے اگر کوئی خاتون اِسے ادویہ سے روکے تو اس کا کتنا زبردست جسمانی نقصان ہوتا ہے جیسا کہ خونِ حیض کو روکنے والی خواتین نے آزمایا ہے۔ ایسی خواتین کی شکایات کسی سے مخفی نہیں۔ یہی حال ضبطِ ولادت کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نظام بنایا ہے اس میں دخل انداز ہونا آخرت کے عذاب کے علاوہ دنیا کی تکالیف مول لینی ہیں یہ بھی واضح اور روشن ہے۔ فقیر کیا عرض کرے!!!

---

(31) زاد المعاد في هدي خير العباد, فصل في حكمه صلى الله عليه وسلم في العزل, 131/5, مؤسسة الرسالة بيروت, الطبعة السابعة والعشرون, 1415ه1994م.

(32) زاد المعاد في هدي خير العباد, فصل في حكمه صلى الله عليه وسلم في العزل, 131/5, مؤسسة الرسالة بيروت, الطبعة السابعة والعشرون, 1415ه1994م.

(33) زاد المعاد في هدي خير العباد, فصل في حكمه صلى الله عليه وسلم في العزل, 131/5, مؤسسة الرسالة بيروت, الطبعة السابعة والعشرون, 1415ه1994م.

(34) زاد المعاد في هدي خير العباد, فصل في حكمه صلى الله عليه وسلم في العزل, 131/5, مؤسسة الرسالة بيروت, الطبعة السابعة والعشرون, 1415ه1994م.

(35) زاد المعاد في هدي خير العباد, فصل في حكمه صلى الله عليه وسلم في العزل, 131/5, مؤسسة الرسالة بيروت, الطبعة السابعة والعشرون, 1415ه1994م.

(36) احياء علوم الدين, ربع العادات, كتاب آداب النكاح, 25/2, دار المعرفة بيروت.

(37) طرح التثريب في شرح التقريب, كتاب النكاح, حديث كنا نعزل على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم والقرآن ينزل, 62/7, دار إحياء التراث العربي.

نظامِ عالم:

اللہ تعالیٰ نے نظامِ عالم دنیا کی بقاء کے لئے دو بہت بڑے انتظام کئے ہیں۔

ایک تغذیہ، دوسرے تولید۔ تغذیہ کا مقصد یہ ہے کہ جو انواع اس وقت موجود ہیں وہ ایک مدّتِ معیّنہ تک زندہ رہ کر اس کارخانہ کو چلاتی رہیں۔ اس کے لئے رب العالمین نے غذا کا وافر سامان مہیّا کیا، اجسامِ نامیہ (Organic Bodies) میں غذا کو جذب کرنے اور اس کو اپنا جُز بنانے کی قابلیت پیدا کی اور ان میں غذا کی طرف ایک طبعی خواہش پیدا کر دی جو اُن کو غذا حاصل کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو تمام اجسامِ نامیہ (خواہ نباتات ہوں یا حیوانات یا انسان) ہلاک ہو جائیں اور اِس کارخانۂ عالم میں کوئی رونق باقی نہ رہے۔ لیکن فطرتِ الٰہیہ کے نزدیک اشخاص و افراد کے بقا کی بہ نسبت انواع و اجناس کا بقاء زیادہ اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ اشخاص کے لئے زندگی کی ایک بہت ہی قلیل مُدّت ہے اور اس کارخانہ کو چلانے کے لئے ضروری ہے کہ اشخاص کے مرنے سے پہلے دوسرے اشخاص ان کی جگہ لینے کے لئے پیدا ہو جائیں۔ اور دوسری اعلیٰ اور اشرف ضرورت کو پورا کرنے کے لئے قدرت نے تولید کا انتظام فرمایا ہے۔

انواع میں نر اور مادہ کی تقسیم نر و مادہ کے اجسام کی جداگانہ ساخت دونوں کا ایک دوسرے کی جانب میلان اور ازدواجی تعلق کے لئے دونوں میں زبردست خواہش کا وجود۔ یہ سب کچھ اسی غرض کے لئے ہے کہ دونوں باہم ملکر اپنی موت سے پہلے اپنے جیسے افراد اللہ تعالیٰ کے نظام کو چلانے کے لئے مہیا کر دیں۔ اگر یہ غرض نہ ہوتی تو سرے سے نر و مادہ کی علیٰحدہ علیٰحدہ صِنفیں پیدا کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ جب اللہ تعالیٰ اس نظام کو آگے بڑھانا چاہتا ہے جو اس کے برعکس برتھ کنٹرول پر عمل کرتا ہے تو وہ گویا اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کر رہا ہے۔ اگرچہ لاشعوری سے سہی لیکن ہے تو یہ بھی مقابلہ۔

برتھ کنٹرول کے نقصانات:

برتھ کنٹرول (ضبطِ ولادت) اسلام کے تصورات میں سے نہیں بلکہ یورپ کی عطا کردہ بدعتِ سیئہ ہے۔ کیونکہ اسلام میں اگر اس سے ملتا جلتا عَزَل کا عمل تھا تو وہ برتھ کنٹرول کی قسم کی مناسبت نہیں رکھتا اسے غلط کاربندوں نے خواہ مخواہ ہی عَزَل میں شامل کر دیا اور وہ بھی مغربیت زدہ لوگوں کو خوش کرنے کے لئے، ورنہ اظہر من الشمس (سورج کی طرح واضح) ہے کہ برتھ کنٹرول سو فیصد یورپین تحفہ ہے اور ہمارے مسلمان بھولے بھالے ہیں وہ اپنے نبی پاک ﷺ کا دامن چھوڑ کر عملی طور پر یورپ کے دلدادہ بن گئے ہیں۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ عالمِ اسلام میں ایک طبقہ ایسا پیدا ہو گیا ہے جس نے اپنی ذہنی اور فکری آزادی کو مغرب کی غلامی کے آستانہ پر قربان کر دیا ہے۔ جو اس کام میں یورپ کی اندھی تقلید اور نقّالی کی روِش اختیار کرتا ہے اور اپنے دماغ سے سوچنے کے بجائے مغرب کے روز مرّہ پر آنکھیں بند کر کے عامل ہونا چاہتا ہے۔ تعصب، کورانۂ تقلید، اور اندھی نقالی محض اہلِ مذہب ہی کے ایک مخصوص طبقے میں نہیں پائے جاتے، یہ اوصاف جدید تعلیم و تہذیب پر فخر کرنے والے اصحاب میں بھی موجود ہیں اور مقدم الذکر (پہلے ذکر کئے گئے) گروہ سے کہیں زیادہ ہیں۔ یہ لوگ اجتہاد کا نام تو بڑے زور سے لیتے ہیں، مگر اس سے ان کا مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ اسلام کو کسی طرح مغرب کے سانچے میں ڈھالا جائے۔ حقیقی اجتہاد جس چیز کا نام ہے اس کی انہیں ہوا بھی نہیں لگی۔ یہ اپنے ذہن سے سوچنے کے بجائے مغرب کے ذہن سے سوچتے ہیں، مغرب کی زبان سے بولتے ہیں اور مغرب کے نقشِ قدم پر بے سوچے سمجھے رواں دواں ہیں۔ مغرب سے ہمیں کوئی عناد (کینہ) نہیں ہے۔ وہاں اچھی چیزیں بھی ہیں اور بُری بھی۔ ہمیں اپنی آنکھیں کھول کر دیکھنا چاہیے اور اپنے ذہنوں سے کام لیتے ہوئے مجتہدانہ بصیرت کے ساتھ اپنا راستہ خود نکالنا چاہیے۔

نقالی اور کورانۂ تقلید کی روِش ایک قوم کی ذہنی موت اور تمدّنی اِرتداد (تمدن سے مُرتد ہونے) پر مُنتج (ختم) ہوتی ہے۔

اقبال مرحوم اپنی ساری عمر اسی ذہنیت کی مخالفت کرتے رہے۔ انہیں اس عُنصر سے یہی گلہ تھا کہ

تقلید پہ یورپ کی رضا مند ہوا تو
مجھ کو تو گلہ تجھ سے ہے، یورپ سے نہیں ہے

وہ افسوس کے ساتھ کہتے ہیں:

کر سکتے تھے جو اپنے زمانے کی امامت	
وہ کُہنہ دماغ اپنے زمانے کے ہیں پیرو!	

اوران کی دعوت اپنی قوم کے لئے یہ تھی:

دیکھے تُو زمانے کو اگر اپنی نظر سے
افلاک منور ہوں ترے نُورِ سحر سے
خورشید کرے کسبِ ضیاء تیرے شرر سے
ظاہر تری تقدیر ہو سیمائے قمر سے
دریا متلاطم ہوں تری مَوجِ گُہر سے
شرمندہ ہو فطرت ترے اعجازِ ہُنر سے
اغیار کے افکار و تخیلؒ کی گدائی!
کیا تجھ کو نہیں اپنی خودی تک بھی رسائی؟

ضبطِ ولادت کے مسئلہ پر بھی بد قسمتی سے عالمِ اسلام میں اسی مقلّدانہ اور مغرب زدہ ذہنیّت کے ساتھ غور کیا جارہاہے۔ضرورت ہے کہ ہم مغرب کے رنگین شیشوں سے اپنی دنیا کو دیکھنے کے بجائے اسے اس کے حقیقی رنگ میں دیکھیں اورآزاد خیالی اورؤسعتِ نظر کا ثبوت دیں۔دلیل کے لئے ہمارادل ہمیشہ کُھلا ہو اور محض تعصّب اور نقالی کے آگے ہم کسی قیمت پر بھی سِپَر(ہتھیار)نہ ڈالیں۔اس لئے کہ "وہ جو نہ دلیل کو سنتاہے اور نہ دلیل سے بات کرناچاہتا ہے،مُتَعَصِّب اور کَٹ حُجَّتی(اپنی بات پر اڑنا)ہے،اور وہ جو دلیل کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں رکھتا دراصل غلام ہے،اور جو دلیل دینے کی صلاحیّت ہی سے محروم ہے وہ غَبی(کُند ذہن)اوراحمق ہے۔"

ہماری خواہش ہے کہ مسلمان اس مسئلہ پر غلام ذہنیت کے بجائے آزادانہ طور پر غور کریں۔ہماری موجودہ پیش کش اسی سلسلہ کی ایک کوشش ہے۔گویا مُسلمان اپنی منصوبہ بندی میں انگریز کا مقلد ہو کر اپنے آپ کو اس کے پیچھے لگارہاہے اوروہ جہنم میں چلا گیا تو؟ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اوراس غلط تقلید سے تمام اہلِ اسلام کو بچائے۔

تقدیر سے تدبیر کا مقابلہ:

برتھ کنٹرول کا اصل مقصد ہے انسانی جانوں کے اضافہ کی کمی چنانچہ ایک خبر میں بتایا گیاہے کہ برتھ کنٹرول کی ماہرہ مارگیرٹ سینگر (Margaret Sanger) کراچی تشریف لائیں اورآپ نے کہا کہ دنیا کی آبادی میں زیادتی کو روکنے کے لئے برتھ کنٹرول کے قانون کا نفاذ ضروری ہے۔امریکہ میں عورتوں کو ہارمون کے ٹیکے لگوائے گئے جس کی وجہ سے وہ عارضی طور پر بانجھ ہوگئی ہیں۔خبر میں بتایا گیاہے کہ مس سینگر کو اس سال "برتھ کنٹرول نوبل پرائز" بھی دیا جائے گا۔اسی طرح برتھ کنٹرول کی ایجاد سے لے کر تاحال یہی اس کی اصلی غرض دہرائی جارہی ہے میں نے صرف نمونہ کا ایک قول نقل کر دیاہے۔

فائدہ: یہ سائنسدان بھی کتنے بھولے ہیں۔جو مادی طاقت کے ذریعہ خالقِ اکبر عزوجل کا مقابلہ کرناچاہتے ہیں۔حالانکہ دنیا کی آبادی کو کم کرنے کے لئے آئے دن کی لڑائیاں،قحط،بھوک،سیلاب،وبائی امراض،حادثات زوروں پر ہیں مگر اس کے باوجود دنیا کی آبادی بڑھتی جارہی ہے۔

مسلمان ھشیار باش:

جن غیر مسلموں نے برتھ کنٹرول کا جال بچھایا ہوا ہے وہ اپنے ارادوں میں کتنے اور کس قدر ناکام بلکہ بُری طرح بُرے انجام سے دوچار ہیں لیکن انہیں تو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں۔ مسلمان پر افسوس ہے کہ وہ ان کی طرح دنیا میں بُرے انجام کو تو پہنچے گا ہی لیکن وہ اپنے ربِ کریم کو بھی ناراض کررہا ہے۔ جبکہ اس نے حیلے حوالوں اور غلط تدبیروں سے ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(۱) قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ حَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ (الانعام، پ۸، آیت۱۴۰)

ترجمہ: بے شک تباہ ہوئے وہ جو اپنی اولاد کو قتل کرتے ہیں احمقانہ جہالت سے اور حرام ٹھہراتے ہیں وہ جو اللہ نے انہیں روزی دی اللہ پر جھوٹ باندھنے کو۔

فائدہ: ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کا علم اُن تمام چیزوں پر حاوی ہے جو ہو چکی ہیں اور ہونے والی ہیں، ایسے وسیع الفاظ استعمال فرمائے ہیں جو صرف حلال غذاؤں کی تحریم ہی کو نہیں بلکہ ہر اُس نعمت کی تحریم کو شامل کرتے ہیں جو اللہ کی طرف سے عطا کی جاتی ہے۔ لُغت اور محاورے کے اعتبار سے ''رزق'' صرف سامانِ خوراک ہی کے لئے نہیں بولا جاتا بلکہ ہر عطیے پر لفظ رزق کا اِطلاق ہوتا ہے جس میں اولاد کا عطیہ بھی شامل ہے۔ اور چونکہ یہاں قتلِ اولاد کے بعد ہی تحریمِ رزق کا ذکر کیا گیا ہے اس لئے اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جس طرح وہ لوگ ٹوٹے میں ہیں جو اولاد کو پیدا ہونے کے بعد قتل کردیتے ہیں اسی طرح وہ لوگ بھی ٹوٹے (نقصان) میں ہیں جو اولاد کی پیدائش ہی کو اپنے اُوپر حرام کرلیتے ہیں۔

سوال: آیت کے سیاق وسباق سے ثابت ہوتا ہے کہ آیت کا معنیٰ ہے حلال غذائیں اپنے اُوپر حرام نہ کی جائیں یہی مفہوم مُتقدِّمین (پہلے گزرے ہوئے) مفسرین لیتے آئے ہیں تم نے برتھ کنٹرول کو کیسے شامل کرلیا؟

جواب: ایک وجہ تو میں نے پہلے عرض کردی ہے اسی کو ساتھ ملا کر اُصولِ تفسیر سامنے رکھ کر سمجھئے کہ قرآنی مضمون کے اِطلاق کو یجری علیٰ اطلاقہ پر رکھنا ضروری ہے پھر اس کے جملہ معانی متعلقہ کو مراد لیا جاسکتا ہے مثلاً ''فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ''[38] سے فقہاء نے قِیاس (شرعی اصل ہونا) اسی قاعدہ سے اِثبات فرمایا ہے ملاحظہ ہو۔ نور الانوار، تلویح، حسّامی وغیرہ۔

برتھ بمقابلۂ فطرتِ اسلام:

ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ہمارے اسلام کا ہر قاعدہ واَصل اور ضابطہ عین فطرت ہے اور اس نے شخصی واجتماعی طرزِ عمل کے لئے جتنے طریقے مقرر کیے ہیں وہ سب اِسی قاعدۂ کلیہ پر مبنی ہیں کہ انسان اُن قوانینِ قدرت کی پیروی کرے جن پر کائنات کا یہ سارا نظام چل رہا ہے اور کوئی ایسا طرزِ زندگی اختیار نہ کرے جو قوانینِ فطرت کی خلاف ورزی پر اس کو مجبور کرتا ہو۔ قرآن مجید ہم کو بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کرکے اُس کی جِبلّت (خاصیت) میں اُس طریقہ کی تعلیم بھی ودیعت فرمادی ہے جس پر چل کر وہ چیز نظامِ وجود میں اپنے حصّے کا کام ٹھیک ٹھیک انجام دے سکتی ہے:

قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى (طٰہٰ، پ۱۶، آیت۴۹)

ترجمہ: ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کے لائق صورت دی پھر راہ دکھائی۔

کائنات کی تمام چیزیں بے چون وچَرا اس ہدایت کی پیروی کررہی ہیں، اس لئے کہ اللہ نے ان کے لئے جو راستہ مقرر فرمادیا ہے اُس سے ہٹنے کی ان میں قدرت ہی نہیں ہے۔ البتہ انسان کو یہ قدرت دی گئی ہے کہ وہ اُس راستہ سے ہٹ سکتا ہے، اُس پر چلنے سے انکار کرسکتا ہے، اپنی عقل اور ذہانت سے غلط

[38] الحشر: 1

کام لے کر اس کے خلاف دوسرے راستے نکال سکتا ہے۔ اور کوشش کر کے اُن پر چل بھی سکتا ہے۔ لیکن ہر وہ راستہ جسے انسان خدا کے بنائے ہوئے راستہ کو چھوڑ کر اپنی ہوائے نفس کے اتباع میں ایجاد و اختیار کرتا ہے ٹیڑھا راستہ ہے اور اس کی پیروی گمراہی ہے۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ (القصص،پ۲۰،آیت۵۰)

ترجمہ: اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اپنی خواہش کی پیروی کرے اللہ کی ہدایت سے جدا

یہ گمراہی خواہ ظاہر میں کتنی ہی مفید نظر آئے لیکن در حقیقت جو انسان اللہ کے بنائے ہوئے راستہ کو چھوڑتا ہے اور اس کی مقرر کی ہوئی حدود سے تجاوز کرتا ہے وہ خود اپنے اُوپر ظلم کرتا ہے کیونکہ انجام کار میں اس کی غلط کاری خود اسی کے لئے نقصان دہ اور موجبِ ہلاکت ثابت ہوتی ہے۔

وَ مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ (طلاق،پ۲۹،آیت۱)

ترجمہ: اور جس کسی نے اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود سے تجاوز کیا اس نے خود اپنے اوپر ظلم کیا۔

قرآن کہتا ہے کہ خدا کی بنائی ہوئی ساخت کو بدلنا اور اُن قوانینِ فطرت کو توڑنا جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں جاری کیا ہے دراصل ایک شیطانی فعل ہے اور شیطان ہی اس فعل کی تعلیم دیتا ہے۔

وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ (النسآء،پ۵،آیت۱۱۹)

ترجمہ: اور ضرور اُنہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے۔

اور شیطان کون ہے؟ وہ جو ازل سے انسان کا کھلا دشمن ہے۔

وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ الْفَحْشَآءِ (البقرہ،پ۲،آیت۲۰۸اور آیت۱۶۹)

ترجمہ: اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وہ تو تمہیں یہی حکم دے گا بدی اور بے حیائی کا

پس اسلام نے جس قاعدے پر اپنے نظامِ تمدّن و تہذیب اور نظامِ معیشت و معاشرت کی بنیاد رکھی ہے وہ یہ ہے کہ انسان انفرادی اور مجموعی حیثیت سے اپنی فطرت کے تمام مُقتَضِیات (تقاضوں) کو ٹھیک ٹھیک قوانینِ فطرت کے مطابق پورا کرے اور اللہ کی دی ہوئی تمام قوتوں سے اُس طریقہ پر کام لے جس کی ہدایت خود اللہ نے دی ہے۔ نہ کسی قوت کو معطل و بے کار بنائے، نہ کسی قوت کے اِستعمال میں اللہ کی بخشی ہوئی ہدایت سے انحراف کرے، اور نہ شیطانی ترغیب و تحریص (حرص دلانے والے عمل) سے گمراہ ہو کر اپنی فلاح و بہبود ان طریقوں میں تلاش کرے جو فطرت کی سیدھی راہ سے ہٹ کر نکلتے ہیں۔

خدا اور رسول (عزوجل و ﷺ) سے دوری:

اسلام کی روح اور اصلی غرض ہے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور حضور رسول اکرم ﷺ کا قرب۔ اور ان دونوں کا خاصہ ہے کہ خدا پرستی اور اس پر بھروسہ ہو اور بس۔ حقیقی مسلمان مرد و عورت کی علامت ہے کہ وہ صرف یہ سمجھتے ہیں کہ رزق کا کفیل اللہ تعالیٰ ہے۔ اولاد کی کثرت و قلّت میں کسی کو کوئی حق نہیں کہ اسکے رزق کے بارے میں دخل دے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے خدا ترس مرد و عورت "برتھ کنٹرول" کے نام سے بھی گھبراتے ہیں۔ وہ اولاد کی کثرت و قلّت فضلِ الٰہی سمجھ کر نئی تہذیب اور معرفت کی اس ادا سے کوسوں دور ہیں۔ بخلاف ان مردوں اور عورتوں کے جو مغربیت زدہ ہیں ان میں وہ خوف ایزدی (خدا کا خوف) و خشیتِ ربّی (رب کا خوف) نہیں جو اسلام کا تقاضا ہے۔ انہیں مغرب کی دلدادگی نے ہر وقت پریشانی میں مبتلا کر رکھا ہے۔ سکون و طمانیت ان سے کوسوں دور ہے بظاہر خوشحال نظر آتے ہیں ان سے پوچھا جائے تو ان کے خیال میں ان جیسا براحال دنیا میں کسی کا نہ ہو گا۔

برتھ کنٹرول شیطانی کھلونا:

شیطان نے لعنت کا طوق پہننے کے بعد اللہ تعالیٰ سے بنو آدم کے لئے کہا تھا: وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ (النسآء،پ۵،آیت۱۱۹)

ترجمہ: اور ضرور اُنہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے۔

فائدہ: آیت کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس شے کو جس غرض کے لئے بنایا ہو گا وہ اُسے پھیر کر دوسری غرض پر لگا دے یا ایسا کام کرائے جس سے اس ساخت کی اصلی غرض فوت ہو جائے۔ سب کو یقین ہے کہ زن و شوہر کا رشتہ صرف اسی لئے ہے کہ نسلِ انسانی بڑھے اور قیامت میں اُمّتِ مصطفیٰ ﷺ کی کثرت پر حضور امام الانبیاء ﷺ دیگر انبیاء علیہم السلام کی اُمتوں پر فخر کریں۔ اور یہ شیطان کو گوارہ نہیں اسی لئے اس نے انسان کو اس غرض سے محروم کرنے کے لئے برتھ کنٹرول کا جال بچھایا اور اب وہ ایسا ہمہ گیر ہو گیا ہے کہ اکثر مرد و عورتیں اسی شیطانی کھلونے سے دل بہلا رہے ہیں۔

دانایانِ فرنگ کا نظریہ:

"زمین میں قابلِ سکونت جگہ محدود ہے، انسان کے لئے وسائلِ معاش بھی محدود ہیں، لیکن انسانی نسلوں میں افزائش کی قابلیت غیر محدود ہے۔ زمین میں ایک اچھے معیارِ زندگی کے ساتھ زیادہ سے زیادہ پانچ ہزار ملین آدمی سما سکتے ہیں۔ اس وقت زمین کی آبادی تقریباً تین ہزار ملین تک پہنچ چکی ہے اور اگر حالات مناسب ہوں تو تیس سال کے اندر یہ آبادی دُگنی ہو سکتی ہے۔ لہٰذا یہ اندیشہ بالکل بجا ہے کہ ۵۰ سال کے اندر زمین آدمیوں سے بھر جائے گی اور اس کے بعد نسلوں میں جو اضافہ ہو گا وہ اولادِ آدم کے معیارِ زندگی کو گراتا چلا جائے گا، یہاں تک کہ ان کے لئے بھلے آدمیوں کی طرح زندگی گزارنا مشکل ہو جائے گا۔ پس انسانیت کو اس خطرہ سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ تحدیدِ نسل (Birth Limitation) کے طریقے اختیار کر کے نسلوں کی افزائش کو ایک حدِّ مناسب کے اندر محدود کر دیا جائے۔"

اسلامی ہوشمندی:

فرنگیوں کا نظریہ غلط ہے اس لئے کہ یہ دراصل اللہ تعالیٰ کے شاہی انتظام کا مقابلہ ہے کہ ان لوگوں کا گمان ہے کہ خدا اس سے بے خبر ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ اُس کی زمین میں کس قدر گنجائش ہے اور اُسے یہاں کتنے انسان پیدا کرنے چاہئیں جو اس میں سما سکتے ہوں۔ يَظُنُّونَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ؕ [39] ان نادانوں کو معلوم نہیں کہ اللہ نے ہر چیز کو ایک اندازے سے پیدا کیا ہے۔ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ [40] اس کے خزانوں سے جو چیز بھی صادر ہوتی ہے ایک جچے تُلے اندازے پر صادر ہوتی ہے۔ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ [41] ان کا گمان خواہ کچھ ہو مگر حقیقت یہ ہے کہ جس ہستی نے اس عالم کو پیدا کیا ہے وہ تخلیق و آفرینش (پیدائش) کے فن میں اناڑی نہیں ہے۔ وَ مَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ [42] اگر یہ اس کے کاموں کو بصیرت کی آنکھوں سے دیکھتے اور اس کے انتظام پر غور کرتے تو ان پر خود ہی روشن ہو جاتا کہ وہ اپنے حساب اور اندازے میں ان سے زیادہ کامل ہے۔ اُس نے اسی محدود رقبۂ زمین پر اپنی مخلوق کی بے شمار انواع پیدا کی ہیں جن میں سے ہر ایک کے اندر توالد و تناسل کی ایسی زبردست قوت ہے کہ اگر صرف ایک ہی نوع، بلکہ بعض انواع کے صرف ایک جوڑے کی نسل کو وہ پوری قوت کے ساتھ بڑھنے دے تو ایک قلیل مدت میں تمام روئے زمین صرف اُسی نسل سے بھر جائے اور کسی دوسری نسل کے لئے ذرّہ برابر جگہ باقی نہ رہے۔ مثال کے طور پر نباتات کی ایک قسم ہے جس کو نباتیات میں (SophiaSisymbrium) کہتے ہیں۔ اس نوع کے ہر فرد میں عموماً ساڑھے سات لاکھ بیج ہوتے ہیں۔ اگر اس کے صرف ایک پودے کے سب بیج زمین میں اُگ جائیں اور تین سال تک اس کی نسل بڑھتی رہے تو زمین میں دوسری چیزوں کے لئے ایک چپہ بھی باقی نہ رہے۔ ایک قسم کی مچھلی

---

[39] آلِ عمران: 154

(40) القمر: 49

(41) الحجر: 49

(42) المومنون: 17

(Star Fish) 20 کروڑانڈے دیتی ہے۔ اگر اس کے صرف ایک فرد کو اپنی پوری نسل بڑھانے کا موقع مل جائے تو تیسری چوتھی پُشت تک پہنچتے پہنچتے تمام دُنیا کے سمندر اسی سے لبالب بھر جائیں اور ان میں پانی کے ایک قطرے کی بھی گنجائش نہ رہے۔ دُور کیوں جایئے۔ خود انسان ہی کی قوتِ تناسل کو دیکھ لیجئے۔ ایک مرد کے جسم سے ایک وقت میں جو مادّہ خارج ہوتا ہے اس سے بیک وقت تیس چالیس کروڑ عورتیں حاملہ ہو سکتی ہیں۔ اگر صرف ایک ہی مرد کی پوری استعدادِ تناسل کو قوت سے فعل میں آنے کا موقع مل جائے تو چند سال میں پوری زمین اس کی اولاد سے کھچا کھچ بھر جائے۔ مگر وہ کون ہے جو ہزاروں لاکھوں سال سے کرۂ زمین پر ان بے شمار انواع کو اس زبردست قوتِ تناسل کے ساتھ پیدا کر رہا ہے اور کسی نوع کو بھی اس کی مقرّر و مقدّر حد سے آگے نہیں بڑھنے دیتا؟ کیا وہ تمہاری سائنٹیفک تدبیریں ہیں یا خدا کی حکمت؟ خود تمہارے اپنے سائنٹیفک مشاہدات گواہ ہیں کہ مادۂ ذی حیات میں نشو و نما کی قوت بے اندازہ ہے، حتیٰ کہ ایک واحد الخلیہ جرم نامی (Uni.cellular Organism) میں نمو کی اتنی قوت ہوتی ہے کہ اگر اس کو پیہم (متواتر) غذا ملتی رہے اور تقسیم در تقسیم کا موقع مل جائے تو پانچ سال کے اندر وہ اتنا ذی حیات مادّہ پیدا کر سکتا ہے جو زمین کی جسامت سے دس ہزار گنا زیادہ ہوگا۔ مگر وہ کون ہے جس نے قوتِ حیات کے اس خزانے پر کنٹرول مقرر کر رکھے ہیں؟ وہ کون ہے جو اس خزانے میں سے قسم قسم کی مخلوقات نکال رہا ہے اور ایسے ٹھیک حساب سے نکال رہا ہے کہ اس میں نہ کبھی اِفراط (کثرت) ہوتی ہے نہ تفریط (کمی)؟

اگر انسان اپنے خالق کی ان نشانیوں پر غور کرے تو وہ کبھی اس کے انتظام میں دخل دینے کی جرأت نہ کرے۔ یہ سب جاہلانہ اوہام ہیں جو محض اس وجہ سے پیدا ہوتے ہیں کہ لوگ آفاق اور خود اپنے انفس میں اپنے رب کی آیات کو نہیں دیکھتے۔ ان کو ابھی تک یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ انسانی سعی و عمل کی حد کہاں تک ہے اور کس حد پر پہنچ کر خالص خدائی انتظامات شروع ہو جاتے ہیں جن میں دخل دینا تو درکنار سمجھنے پر بھی انسان قادر نہیں ہے۔ جب انسان اپنی حدِّ جائز سے بڑھ کر خدا کے حُدودِ انتظام میں دخل دینے کی کوشش کرتا ہے تو خدا کے انتظامات میں تو ذرّہ برابر بھی خلل انداز نہیں ہو سکتا، البتہ خود اپنے لئے دماغی کاوشیں اور ذہنی اُلجھنیں ضرور پیدا کر لیتا ہے۔ وہ بیٹھ کر حساب لگاتا ہے کہ دس سال کے اندر مُلک کی آبادی ڈیڑھ کروڑ بڑھ گئی۔ آئندہ دس سال میں دو کروڑ اور بڑھ جائے گی۔ 20 سال میں 12 کروڑ ہو جائے گی اور 100 سال میں چار گنی بڑھ جائے گی۔ پھر سوچتا ہے کہ اتنے آدمی آخر کہاں سمائیں گے؟ کیا کھائیں گے؟ کیوں کر جئیں گے؟ اسی فکر میں وہ اُلجھتا ہے، مضامین لکھتا ہے، تقریریں کرتا ہے، کمیٹیاں بناتا ہے، عقلاءِ قوم کو اس مسئلے کا حل دریافت کرنے کے لئے توجہ دلاتا ہے۔ مگر وہ بندۂ خدا نہیں سوچتا کہ جس خدا نے ہزار ہا سال سے انسانوں کی بستی اس سرزمین میں بسا رکھی ہے وہ خود اس مسئلہ کو حل کرتا رہا ہے اور کرتا رہے گا، اور جب وہ انہیں ہلاک کرنا چاہے گا تو ہلاک بھی کر دے گا۔ آبادیوں کی پیدائش اور ان کے گھٹاؤ بڑھاؤ اور ان کے لئے زمین میں گنجائش نکالنے کا انتظام اُسی سے تعلق رکھتا ہے!

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (ہود، آیت ٦)

ترجمہ: "زمین میں چلنے پھرنے والی کوئی ہستی ایسی نہیں جس کے رزق کا انتظام خدا کے ذمہ نہ ہو۔ اور وہی زمین میں ان کے ٹھکانے اور ان کے سونپے جانے کی جگہ کو جانتا ہے۔ یہ سب کچھ ایک کتابِ روشن میں لکھا ہوا موجود ہے۔"

یہ انتظام ہماری عقل و نظر کی رسائی سے بہت دُور کسی پوشیدہ مقام سے ہو رہا ہے۔

اٹھارہویں صدی کے خاتمہ سے اُنیسویں صدی کے وسط تک انگلستان کی آبادی میں جس تیز رفتاری کے ساتھ اضافہ ہوا اس کو دیکھ کر عقلائے فرنگ ابتدا میں حیران تھے کہ یہ بڑھتی ہوئی آبادی کہاں سمائے گی اور کیا کھائے گی۔ مگر دنیا نے دیکھ لیا کہ انگلستان کی آبادی جس رفتار سے بڑھی، اس سے بدرجہا زیادہ تیز رفتاری سے اس کے وسائلِ رزق بڑھے اور انگریزی قوم کو پھیلنے کے لئے زمین کے بڑے بڑے رقبے ملتے چلے گئے۔

دلائل مُجَوِّزِین:

مُجَوِّزِین دوطرح کی طرز رکھتے ہیں (۱) حکومت اور مغربیت سے متاثر (۲) ان متاثرین سے وہ متاثر جو انہیں علمی طور محقق زمانہ سمجھتے ہیں اور ان کے دلائل نئے مجتہدین جیسے ہیں کہ جہاں سے دلیل مل جائے خواہ وہ اُصولی لحاظ سے غلط ہو چنانچہ ان کے دلائل سے ثابت ہو گا۔

۱۔حدیث وفقہ کی تقریباً تمام کتب میں مستقل طور پر باب العَزل کا عنوان قائم ہے اور شارحین نے عَزَل کے متعلق شرح وبَسَط (توضیح اور تفصیل) کے ساتھ گفتگو کی ہے۔شارحین حدیث اور فقہاء نے عزل کے معنی یہ کئے ہیں کہ اپنی بیوی سے جماع کے وقت ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ مادہ باہر گرے۔مقصد اس عمل کا یہ ہے کہ بچے پیدا نہ ہوں۔جہاں تک میرے علم اور عقل کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ عزل اور برتھ کنٹرول یا دوسرے لفظوں میں خاندانی منصوبہ بندی کا مطلب ومقصد ایک ہی ہے۔فی زمانہ برتھ کنٹرول کے مختلف طریقے ہیں۔ادویہ کا استعمال، لیدر کا استعمال وغیرہ وغیرہ۔زمانۂ رسالت ﷺ میں مانع حمل ادویہ اور اشیاء ایجاد نہیں ہوئی تھیں۔اس لئے صرف عَزَل کے ذریعے بچہ کی پیدائش کو روکا جاتا تھا۔

۲۔زمانۂ رسالت ﷺ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم دووجہ سے عَزَل کرتے تھے۔لونڈی سے عَزَل کرتے تھے تاکہ اس کے اولاد نہ ہو۔کیونکہ جس لونڈی کے اولاد ہو جائے وہ شرعاً اُمِ ولد ہو جاتی ہے اور اس کی بیع (فروخت) ممنوع وناجائز قرار پاتی ہے۔چنانچہ بخاری ومسلم، ابوداوٗد، مسندِ احمد وابن ماجہ کی متعدد احادیث میں اس وجہ کا واضح طور پر ذکر ہے اور اپنی بیوی سے عَزَل اس لئے کرتے تھے تاکہ اولاد زیادہ نہ ہو۔چنانچہ مسلم ومسند احمد کی حدیث میں ہے کہ حضرت اُسامہ فرماتے ہیں کہ بحضور نبوی ایک شخص حاضر ہوا۔عرض کی، إني أعزل عن امرأتي فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم لم تفعل ذلك فقال الرجل أشفق على ولدها أو على أولادها۔[43] (مسلم)

یعنی میں اپنی بیوی سے عَزَل کرتا ہوں۔نبی ﷺ نے فرمایا: عزل کیوں کرتے ہو؟ اس نے جواباً عرض کی اس کے بچہ یا اولاد پر شفقت کی بنا پر۔

استدلال:

علامہ شوکانی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اس میں عزل کی وجوہات میں سے ایک وجہ کا ذکر ہے اور وہ یہ ہے کہ کثرتِ اولاد سے بچا جائے۔[44] (نیل الاوطار 6ج ص98)

فائدہ: اس حدیث سے واضح ہوا کہ صحابہ کرام اپنی ازواج سے عَزَل کرتے تھے اور اس لئے کرتے تھے تاکہ اولاد کی کثرت نہ ہو۔ثابت ہوا کہ کثرتِ اولاد کی مشکلات سے بچنے کے لئے اپنی بیوی سے عَزَل جائز ہے۔یعنی عقیدہ کی صحت وسلامتی کے ساتھ (اللہ تعالیٰ کو قادر وقدیر اور خالق ورازق سمجھتے ہوئے) محض سبب کے طور پر عَزَل کے عمل کو اپنانا جائز ہے۔شرط صرف یہ ہے کہ اس عمل کو موثرِ حقیقی نہ سمجھے اور یہ عقیدہ رکھے کہ خواہ کوئی بھی طریقہ اختیار کیا جائے۔جسے اللہ تعالیٰ کو پیدا کرنا مقصود ہے، بہر حال وبہر صورت پیدا ہو گا۔چنانچہ یورپ میں جن عورتوں نے مانع حمل گولیاں استعمال کیں اخبارات شاہد ہیں کہ ان کے ایک نہیں بیک وقت دو بچے بھی پیدا ہوئے۔

تقدیر غیر مُبدّل:

ایک شخص نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ میں اسے اچھا نہیں سمجھتا کہ میری لونڈی حاملہ ہو۔ فقال اعزل عنها إن شئت فإنه سيأتيها ما قدر لها[45] یعنی نبی ﷺ نے فرمایا: اگر تو چاہتا ہے تو عَزَل کر مگر، اس کے باوجود جو مقدر ہے وہ ضرور پیدا ہو گا۔(متفق علیہ)

---

(43)صحيح مسلم , كتاب النكاح , باب جواز الغيلة وهي وطء المرضع وكراهة العزل , 1067/2 , رقم الحديث 1443 , دار إحياء التراث العربي بيروت.
مسند أحمد , مسند الأنصار , حديث أسامة بن زيد حب رسول الله صلى الله عليه وسلم , 105/36 , رقم الحديث 21770 , مؤسسة الرسالة , الطبعة الأولى . 1421ه 2001م.

(44) نيل الأوطار للشوكاني , كتاب الوليمة والبناء على النساء وعشرتهن , باب ما جاء في العزل , 236/6 , دار الحديث مصر , الطبعة الأولى . 1413ه 1993م.

(45)صحيح مسلم , كتاب النكاح , باب حكم العزل , 1064/2 , رقم الحديث 1439 , دار إحياء التراث العربي بيروت.

امام احمد اور بزار نے باسناد حسن حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے عَزَل کے متعلق نبی علیہ السلام سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ پانی جس سے بچے کی پیدائش اللہ کو منظور ہے، أهرقته على صخرة لأخرج الله منها ولدا وليخلقن الله نفسا هو خالقها۔[46] (موطا امام محمد)

یعنی اسے تو پتھر پر بھی ڈال دے تو اس صورت میں بھی اللہ تعالیٰ بچہ پیدا فرمادے گا یا نفس کو پیدا فرمادے گا جس کا وہ خالق ہے۔

۲۔ موطا امام محمد کی شرح التعلیق المجد میں حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمہ زیرِ عنوان باب العزل لکھتے ہیں کہ صحابیِ رسول حضرت ابن عباس، جابر بن عبداللہ، سعد بن ابی وقاص، زید بن ثابت اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی بیوی اور لونڈی سے عَزَل کو جائز قرار دیتے ہیں۔ البتہ حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کراہت کا قول کیا ہے[47] (یعنی یہ حضرات عَزَل کو جائز تو قرار دیتے ہیں مگر اس عمل کو اچھا نہیں سمجھتے یعنی مکروہ تنزیہہ قرار دیتے ہیں اور مکروہ تنزیہہ فعل جائز ہے۔ حرام یا مکروہِ تحریمہ یا گناہ ہرگز نہیں ہے)۔

۳۔ علامہ ابن عبدالبر اور علامہ ابن ہبیرہ نے لکھا ہے کہ

ونقل ابن عبد البر وابن هبيرة الإجماع على أنه لا يعزل عن الزوجة الحرة إلا بإذنها۔[48]

یعنی اپنی بیوی کی اجازت سے عَزَل کے جواز پر اجماع ہے۔

حافظ ابن حجر شارح بخاری فرماتے ہیں:

قال الحافظ ابن حجر ينتزع من حكم العزل حكم معالجة المرأة إسقاط النطفة قبل نفخ الروح۔[49]

یعنی عَزَل کے جواز سے بغرضِ علاج اسقاطِ حمل کا جواز بھی واضح ہو جاتا ہے مگر شرط یہ ہے بچہ میں رُوح نہ پڑی ہو۔

علامہ ابن ہمام علیہ الرحمہ فتح القدیر میں لکھتے ہیں کہ

قال ابن الهمام في فتح القدير يباح الإسقاط ما لم يتخلق وفي الخانية لا أقول إنه يباح الإسقاط مطلقا فإن المحرم إذا كسر بيض الصيد يكون ضامنا لأنه أصل الصيد فإذا كان هناك مع الجزاء إثم فلا أقل أن يلحقها إثم ههنا إذا أسقطت من غير عذر وقال في البحر ينبغي الاعتماد عليه لأن له أصلا صحيحا يقاس عليه۔[50]

یعنی اسقاطِ حمل مباح ہے جب تک اعضاء نہ بنے ہوں اور رُوح نہ پڑی ہو (یعنی اگر حاملہ بیوی کو حمل کی وجہ سے جان کا خطرہ پیدا ہو جائے یا سخت بیماری کا تو جب تک بچہ میں جان نہ پڑی ہو اسقاطِ حمل جائز ہے) فقہ حنفی کی مشہور کتاب خانیہ میں ہے کہ اپنی بیوی کا اسقاطِ حمل اس صورت میں ناجائز و گناہ ہے جب کہ عذرِ شرعی نہ ہو (یعنی حاملہ کی جان یا سخت وشدید بیماری کا خطرہ نہ ہو) اور صاحب بحر الرائق نے فرمایا، بضرورت اسقاطِ حمل جائز ہے کیونکہ اس کے لئے دلیل صحیح موجود ہے جس پر اسقاط کو قیاس کیا جائے گا۔

---

(46) مسند أحمد, مسند المكثرين من الصحابة, مسند أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه, 412/19, رقم الحديث 12420, مؤسسة الرسالة, الطبعة الأولى. 1421ھ 2001م.

مسند البزار, مسند أبي حمزة أنس بن مالك, 507/13, رقم الحديث 7341, مكتبة العلوم والحكم المدينة المنورة, الطبعة الأولى.

(47) التعليق الممجد على موطأ محمد, كتاب النكاح, باب العزل, 495/2, دار القلم دمشق, الطبعة الرابعة. 1426ھ 2005م.

(48) التعليق الممجد على موطأ محمد, كتاب النكاح, باب العزل, 495/2, دار القلم دمشق, الطبعة الرابعة. 1426ھ 2005م.

(49) التعليق الممجد على موطأ محمد, كتاب النكاح, باب العزل, 496/2, دار القلم دمشق, الطبعة الرابعة. 1426ھ 2005م.

(50) التعليق الممجد على موطأ محمد, كتاب النكاح, باب العزل, 496/2, دار القلم دمشق, الطبعة الرابعة. 1426ھ 2005م.

۴۔صحابیِ رسول حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ابن قھد یمنی نے اپنی لونڈی سے عَزَل کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: هو حرثك إن شئت عطشته وإن شئت سقيته۔[51] یعنی وہ تیری کھیتی ہے اب یہ تیری مرضی ہے خواہ اس کو پیاسا رکھ یا سیراب کردے۔(موطا امام محمد صفحہ 195)

۵۔امام محمد علیہ الرحمہ نے فرمایا: لا نرى بالعزل بأسا عن الأمة وأما الحرة فلا ينبغي أن يعزل عنها إلا بإذن۔[52]

یعنی ہمارا موَقف بھی یہی ہے کہ لونڈی سے عَزَل میں حرج نہیں البتہ اگر بیوی حُرَّہ (آزاد عورت جو لونڈی نہ) ہو تو اس کی اجازت سے عَزَل کرنا جائز ہے۔

(موطا، ص195)

۶۔مولانا عبد الحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ موطا امام محمد کی ان روایات کی شرح میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام مالک اور امام احمد کا بھی یہی مذہب ہے اور سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے

أن جواز العزل مستنبط من الكتاب فإنه تعالى قال في باب وطء النساء {نساؤكم حرث كم فأتوا حرثكم أنى شئتم} فسمى بضع المرأة حرثا ومن المعلوم أن الحرث يتخير فيه الإنسان بين أن يسقيه وأن لا يسقيه فكذلك بضع النساء وبل قيل إن نزول "أنى شئتم" أي كيف شئتم كان لبيان جواز العزل۔

یعنی قرآنِ مجید کی آیت نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ الخ[53] سے عَزَل کے جواز کا استدلال فرمایا ہے۔ آیت میں اَنّٰى شِئْتُمْ بمعنی كيف شئتم ہے اور آیت کے اس جملہ سے عَزَل کا جواز ثابت ہوتا ہے۔(طبرانی و حاکم) اور حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر اور حضرت امیر المؤمنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ابن ابی شیبہ، عبد الرزاق، بیہقی نے مرفوع اور موقوف حدیثیں روایت کی ہیں جن سے لونڈی سے اس کی اجازت کے بغیر اور اپنی حُرّہ بیوی سے اس کی اجازت سے عزل کا جائز ہونا واضح ہے۔اسی طرح ابن ماجہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث اور علامہ ابن حجر نے تلخیص الحبیر میں اور امام طحاوی علیہ الرحمہ نے شرح معانی الآثار میں متعدد احادیث و آثار نقل کئے ہیں جن سے عَزَل کا جواز ثابت ہوتا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو یہ فرمایا ہے کہ لوگ اپنی لونڈیوں سے عَزَل کرتے ہیں۔جو لونڈی میرے پاس آئے گی اور اس کا آقا یہ اعتراف کرے گا کہ میں نے اس سے جماع کیا ہے تو یہ اولاد آقا ہی کی قرار دوں گا۔اب یہ تمہاری مرضی ہے کہ تم عَزَل کرو یا نہ کرو۔تو حضرت عمر نے اپنے اس فرمان میں لونڈی سے حرمت کا قصد نہیں فرمایا کیونکہ وہ بھی لونڈی سے عَزَل کو جائز قرار دیتے ہیں۔[54]

حدیثِ جُدامہ میں نبی اکرم ﷺ نے عَزَل کو وادِ خفی یعنی کم درجہ کا زندہ درگور کرنا قرار دیا تھا۔[55] اگرچہ حدیث کے اس جملہ سے شارحین نے کراہتِ تنزیہہ مراد لی ہے تاہم صاحب فتح القدیر نے صحابہ کرام کے درمیان عَزَل کے متعلق ایک علمی مذاکرے کا ذکر کیا ہے جس میں حضرت عمر، حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت سعد بن ابی وقاص اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے۔انہوں نے آپس میں عَزَل کا ذکر کیا اور سب نے کہا کہ اس میں کوئی جُرم نہیں۔حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ لوگوں کا خیال ہے کہ عَزَل موءودۃ الصغریٰ (زندہ درگور کرنے کی چھوٹی صورت) ہے۔تو حضرت علی نے جواب

---

(51) الموطأ لإمام مالك برواية محمد بن الحسن الشيباني, كتاب النكاح, باب العزل, 184/1, رقم الحديث 550, المكتبة العلمية.

(52) الموطأ لإمام مالك برواية محمد بن الحسن الشيباني, كتاب النكاح, باب العزل, 184/1, المكتبة العلمية.

(53) البقرة، الآية 223

(54) التعليق الممجد على موطأ محمد, كتاب النكاح, باب العزل, 499/2۔501, دار القلم دمشق, الطبعة الرابعة, 1426ھ 2005م.

(55) صحيح مسلم, كتاب النكاح, باب جواز الغيلة وهي وطء المرضع وكراهة العزل, 1067/2, رقم الحديث 1442, دار إحياء التراث العربي بيروت.

دیا کہ یہ موءودۃ صغریٰ نہیں جب تک کہ اس پر سات ادوار نہ گزر جائیں یعنی: ۱۔ سُلَالہ[56] ۲۔ نُطفَہ[57] ۳۔ عَلَقَہ[58] ۴۔ مُضغَہ[59] ۵۔ عِظام[60] ۶۔ لَحْم[61] ۷۔ خلقِ آخر۔

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی سے فرمایا کہ آپ نے سچ کہا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے۔[62]

نوٹ:۔ یہ تمام مضمون موطا امام محمد اوراس کی شرح تعلیق ممجد کا خلاصہ ہے جسے ہم نے آسان زبان میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

۷۔ مولانا عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمہ نے احادیثِ عَزَل پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھاہے کہ بعض صحابہ کرام نے عَزَل کو مکروہ اس لئے قرار دیا کہ عَزَل کی کراہت کا قول کرنے سے ایک تو حقِ زوجہ کو تقویت ملتی ہے اوردوم یہ کہ عَزَل کا عمل قضاوقدر کے معاند ہے۔ حقِ زوجہ کے تقویت کی دلیل۔ حدیثِ احمد وابن ماجہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: قال نهى رسول الله ﷺ أن يعزل عن الحرة إلا بإذنها۔[63] (نیل الاوطار، ج6ص196)
یعنی نبی ﷺ نے آزاد بیوی سے اس کی اجازت کے بغیر عَزَل سے منع فرمایاہے۔ اور قضاوقدر کے مُعانِد (مخالف) ہونے کی دلیل حدیثِ جابر وحدیثِ انس ہے۔[64] (التعلیق الممجد، موطاامام مالک صفحہ 194۔195)

۸۔ واضح ہو احدیثِ جدامہ سے عَزَل کی ممانعت کا قول کیا جاتاہے جس میں عَزَل کے متعلق سوال کے جواب میں نبی علیہ السلام نے فرمایا: ذلك الوأد الخفي إلخ[65] (احمد و مسلم) اور حدیث ابوسعید میں ہے یہود نے عَزَل کو الموءودة الصغرىٰ (زندہ درگور کرنے کی چھوٹی صورت) قرار دیا۔ اس پر نبی علیہ السلام نے فرمایا: کذبت یهود۔[66] یہودی جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ دونوں حدیثیں آپس میں معارض ہیں۔ ایک سے عَزَل کا جواز اور دوسری سے ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ اسی طرح بخاری شریف کی حدیث میں کہ حضور علیہ السلام سے عَزَل کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا: ما عليكم أن لا تفعلوا[67] حدیث کے اس جملہ سے بھی ممانعت کا قول کیا گیاہے۔ شارح مسلم حضرت امام نووی علیہ الرحمہ اور علامہ ابنِ قیم نے ان احادیث میں تطبیق دی ہے۔ فرماتے ہیں:

ثم هذه الأحاديث مع غيرها يجمع بينها بأن ما ورد في النهي محمول على كراهة التنزيه وما ورد في الإذن في ذلك محمول على أنه ليس بحرام۔[68] (حاشیہ مسلم جلد اول ص464)

---

56) نُطفہ، اولاد، سلسلۂ نسب، نوزائیدہ بچہ

57) دھات جونر کے انزال میں خارج ہوکر مادہ کے رحم میں استقرارِ حمل کا باعث ہوتی ہے، مادۂ منویہ، دھیرج، (نر کی) منی، آبِ پشت

58) (طب) وہ کپڑا جو بچہ پیدا ہونے کے بعد شروع شروع میں اس پر لپیٹا جاتا ہے

59) گوشت کا ٹکڑا، لو تھڑا

60) ہڈیوں کا بنا

61) گوشت کا بنا

(62) فتح القدير, كتاب النكاح, باب نكاح الرقيق, 401/3, دار الفكر.

(63) نيل الأوطار للشوكاني, كتاب الوليمة والبناء على النساء وعشرتهن, باب ما جاء في العزل, 233/6, دار الحديث مصر, الطبعة الأولى. 1413ه 1993م.

(64) التعليق الممجد على موطأ محمد, كتاب النكاح, باب العزل, 495/2, 496, دار القلم دمشق, الطبعة الرابعة. 1426ه 2005م.

(65) مسند أحمد, مسند النساء, حديث جدامة بنت وهب, 585/44, رقم الحديث 27036, مؤسسة الرسالة, الطبعة الأولى. 1421ه 2001م.

صحيح مسلم, كتاب النكاح, باب جواز الغيلة وهي وطء المرضع وكراهة العزل, 1067/2, رقم الحديث 1442, دار إحياء التراث العربي بيروت.

(66) سنن أبي داود, كتاب النكاح, باب ما جاء في العزل, 252/2, رقم الحديث 2171, المكتبة العصرية صيدا بيروت.

(67) صحيح البخاري, كتاب التوحيد, باب قول الله: هو الله الخالق البارئ المصور, 121/9, رقم الحديث 7409, دار طوق النجاة, الطبعة الأولى. 1422ه.

(68) المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج, كتاب النكاح, باب حكم العزل, 9/10, دار إحياء التراث العربي بيروت, الطبعة الثانية. 1392.

جن احادیث میں عَزَل کی ممانعت ہے وہ کراہتِ تنزیہی پر محمول ہیں اور جن میں عَزَل کی اجازت ہے وہ اس پر محمول ہیں کہ یہ فعل حرام نہیں ہے۔ غرضکہ شارحینِ کرام نے ممانعت کی احادیث میں نہی کو نہی تنزیہہ قرار دیا ہے اور جو فعلِ مکروہ تنزیہہ ہو وہ جائز ہوتا ہے۔

۹۔ علامہ ابن ہمام علیہ الرحمہ نے اس مسئلہ پر تفصیلی گفتگو فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ عزل جائز ہے اور عامۃ العلماء کا یہی مذہب ہے۔ دس صحابہ کرام حضرت علی، سعد بن ابی وقاص، زید بن ثابت، ابو ایوب، جابر، ابن عباس، حسن بن علی، خباب بن ارث، ابو سعید خدری و عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے عَزَل کا جائز ہونا مروی ہے۔[69] (فتح القدیر صفحہ 272،273 جلد 3)

مسلم شریف کی ان حدیثوں سے بھی عَزَل کا جائز ہونا ثابت ہوتا ہے۔ بخاری شریف میں بھی اس مضمون کی احادیث موجود ہیں۔

عن جابر قال كنا نعزل والقرآن ينزل زاد إسحاق قال سفيان لو كان شيئا ينهى عنه لنهانا عنه القرآن۔[70]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم عَزَل کیا کرتے تھے اور قرآن کا نزول جاری تھا۔ سفیان نے کہا اگر عَزَل کا عمل ممنوع ہوتا تو قرآنِ مجید میں اس کی ممانعت آجاتی۔ (مسلم)

عن جابر قال كنا نعزل على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فبلغ ذلك نبي الله صلى الله عليه وسلم فلم ينهنا۔[71]

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہم عہدِ نبوی میں عَزَل کرتے تھے (نبی ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو) آپ ﷺ نے منع نہیں فرمایا۔

(مسلم ج ا ص 465)

فقہاءِ کرام ائمہ دین اور شارحینِ حدیث نے بخاری و مسلم کی انہی احادیث کی بناء پر عَزَل کو جائز و مباح قرار دیا ہے۔ اس لئے اس عمل کو مطلقاً حرام وناجائز قرار دینا سخت زیادتی ہے۔

البتہ ایک احتیاط کی سخت ضرورت ہے:

اور یہ حکومت کا کام ہے کہ وہ عَزَل (برتھ کنٹرول) کی ادویہ وآلات وغیرہ صرف شادی شدہ افراد کے لئے مختص کردے اور ایسا انتظام کیا جائے کہ یہ ادویہ وآلات وغیرہ غیر شادی شدہ مرد وعورت نہ حاصل کرسکیں تاکہ کوئی ان سے ناجائز فائدہ نہ اُٹھا سکے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کی تشہیر کے ساتھ ساتھ ان احادیث کو بھی بیان کیا جائے۔ جن میں نبی علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے جسے اللہ تعالیٰ کو پیدا کرنا مقصود ہے وہ بہر حال وبہر صورت پیدا ہوگا تاکہ لوگ عقیدہ کی دُرستگی کے ساتھ اس عمل کو اگر اپنانا چاہیں تو اپنالیں۔ مگر اسے محض ایک سبب سمجھیں اور موثرِ حقیقی صرف اور صرف خداوندِ قدوس کو جانیں۔

اجمالی جوابات:

(۱) برتھ کنٹرول غیر مسلموں کی ایجاد ہے یہی وجہ ہے کہ صدیوں تک اسلامی کتب میں اس کا نام ونشان نہیں۔ تیرھویں صدی ہجری، انیسویں صدی عیسوی میں غیر مسلموں نے ایک غلط تصور کو سامنے رکھ کر اس کی ایجاد کی ہے اور ان کے غلط تصورات کی تردیدات خود ان کے اپنے اہلِ مذہب نے خوب کی اب بھی وہ تصور حرفِ غلط کی طرح غلط ہے جس کا نہ صرف مسلمانوں نے بلکہ خود غیر مسلموں نے اعتراف کیا۔

---

(69) فتح القدير, كتاب النكاح, باب نكاح الرقيق, 400/3, 401, دار الفكر.

(70) صحيح مسلم, كتاب النكاح, باب حكم العزل, 1065/2, رقم الحديث 1440, دار إحياء التراث العربي بيروت.

(71) صحيح مسلم, كتاب النكاح, باب حكم العزل, 1065/2, رقم الحديث 1440, دار إحياء التراث العربي بيروت.

(۲) برتھ کنٹرول کی تائید میں جتنے دلائل مجوزّین قائم کرتے ہیں ان میں سے اکثر ان حالات پر مبنی ہیں جو مغربی تہذیب وتمدن نے پیدا کئے ہیں اوروہ اسلام کے اُصول کے سراسر منافی ہیں مثلاً تہذیب مغربی کا خیال ہے کہ تمدن ومعاشرہ کے یہ اطوار وتہذیب کے طریقے اور معیشت کے یہ اُصول ناقابلِ تغیر ہیں۔ البتہ ان سے جو مشکلات پیدا ہوتی ہیں اُنہیں حل کرنا چاہیے اُن کے نزدیک اس کا حل صرف یہی ہے کہ افزائش نسل کی روک تھام کی جائے۔

ہم کہتے ہیں:

مانا کہ معیشت کی مشکلات واقعی ہیں لیکن ان کی روک تھام کے لئے اسلامی بلکہ فطرتی اُصول کے خلاف جنگ کرنا بھی عقلمندی نہیں۔ فطرت کا مقابلہ ابلیسی شیوہ ہے۔ مسلمان بھائیوں کو سوچنا چاہیے کہ وہ مغربیت کی تقلید کرکے اسلام کے ساتھ کتنی دشمنی کررہے ہیں۔

(۳) قرآن مجید میں ضبطِ ولادت (برتھ کنٹرول) کا معمولی سا اشارہ تک نہیں بلکہ فرعون کی مذمت کی ہے تو اس کی ایک وجہ یہی ہے کہ وہ بنی اسرائیل کی اولاد (نرینہ) کو قتل کروادیتا۔ غور سے دیکھا جائے تو ضبطِ ولادت بھی اسی کی ایک قسم ہے اور جاہلیت کے لوگوں کی مذمت کی گئی تو اسی لئے کہ وہ لڑکیوں کو زندہ درگور کردیتے تھے اور یہ بھی برتھ کنٹرول کی ایک قسم ہے اور قرآن مجید میں تنبیہ کی گئی ہے اولاد کو قتل نہ کرو اسی خوف سے کہ ان کی روزی ومعاش کا کیا بنے گا؟[72] برتھ کنٹرول کی غرض وغایۃ بھی یہی ہے اوراس کا طریقہ کار بھی قتلِ اولاد لفظاً نہ سہی تو معنیً ضرور ہے جسے فقیر نے تفصیل سے عرض کیا ہے۔

لطیفہ:

ایک ٹیڈی مجتہد نے نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ص[73] سے یوں استدلال کیا ہے کہ عورت کھیتی ہے اور کھیتی سے صرف پیداوار چاہیے یہ اس وقت ہے جب پیداوار ہو تو کسان کو کھیت میں جانا چاہیے جب ضرورت نہ ہو تو کھیتی میں جانے کا حق نہیں نیز جتنی پیداوار درکار ہو اسی حد تک کسانوں کو کاشت کرنی چاہیے اس سے زیادہ نہیں۔ فلہٰذا عورت سے اتنے بچے لینے چاہیے جتنی ہمیں ضرورت ہے اس سے زیادہ بے ضرورت کھیتی نہیں کرنی چاہیے۔

ازالۂ وھم:

اسی کو کہتے ہیں تفسیر بالرائے جو اسلام میں ایسی تفسیر کو تحریف سے تعبیر کیا جاتا ہے ایسے مفسرین اور نئے مجتہدین کو ٹیڈی مفسر ومجتہد کہا جائے تو بجا ہے۔ افسوس ہے کہ ایسے نئی تحقیق والے مفسر ومجتہد اس جدوجہد میں رہتے ہیں کہ مغرب سے جو غلط اور فاسد اور غلیظ مادہ تشریف لائے اگرچہ قرآن وحدیث کے منافی ہو تب بھی وہ قرآن وحدیث سے اسلامی ثابت کرکے دکھلائیں اور وہ لوگ زیادہ تر مغربیت زدہ لوگوں کو قریب تر اور انہیں خوش کرنے سے داد لینے کے منتظر ہوتے ہیں اسی لئے وہ اَہلِ حق اور علمائے حق کو مُلاّئیت اور دقیانوسی خیالات کے گندے الفاظ سے مشہور کرتے ہیں۔ اب اس ٹیڈی مفسر کے جوابات ملاحظہ ہوں۔

۱) بانجھ مرد یا بانجھ بیوی کی باہم مُقارَبَت (صُحبت) حرام قرار پاتی ہے۔

۲) استقرارِ حمل کے بعد زوجین کی باہمی مُقارَبَت (صُحبت) اس وقت تک کے لئے حرام ہو جاتی ہے جب تک پھر ایک بچے کی ولادت مطلوب نہ ہو۔

۳) میاں اور بیوی کا تعلق زوجیت بھی حکومت کے کنٹرول میں چلا جاتا ہے جب حکومت اعلان کردے کہ اب ہمیں بچوں کی ضرورت نہیں ہے تو تمام مرد اپنی اپنی بیویوں سے الگ ہو جائیں، اور جونہی ایک سرکاری اعلان شائع ہو کہ اب بچوں کی ضرورت ہے، تو یک لخت شوہروں اور بیویوں کے درمیان رابطہ قائم

---

(72) بني اسراءيل, الآية 31.

(73) البقرة. الآية 223

ہو جائے۔ پھر حکومت کو رپورٹ دی جاتی رہنی چاہیے کہ کتنی عورتیں حاملہ ہو چکی ہیں۔ مطلوبہ تعداد میں حمل قرار پاتے ہی حکومت سرخ جھنڈی ہلائیگی اور شوہروں کے لئے بیویوں کے پاس جانا ممنوع ہو جائے گا۔

تبصرہ:

یہ طریقہ اتنا ذِلّت آمیز ہے کہ کوئی انسان اسے قبول کرنے کو تیار نہ ہو گا لیکن ٹیڈی مجتہد نے اپنے زُعْم (گُمان) میں بہت بڑا کام کر دکھلایا واقعی اس کی اس کاوش سے مغربیت زدہ لوگ تو ضرور خوش ہوئے ہوں گے۔ لیکن اپنے مالک و خالق کے نزدیک اس کا کیا بنے گا؟

(4) مجوزین جن احادیث سے استدلال کرتے ہیں جن میں عَزَل کی اجازت دی گئی ہے۔ لیکن حدیث سے استدلال کرنے میں چند اُمور کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے جن کو نظر انداز کر کے کسی فقہی مسئلہ کا اِستنباط (حل) نہیں کیا جاسکتا۔

اولاً:۔ مسئلہ مُتَعَلِّقہ کے باب میں تمام احادیث کا اِستِقْصا (کمال تحقیق و تفتیش) کیا جائے۔

ثانیاً:۔ ارشادِ نبوی ﷺ کے موقع و محل کو پیشِ نظر رکھا جائے۔

ثالثاً:۔ اُس وقت عرب کے جو حالات تھے ان کو ملحوظ رکھا جائے۔

لہٰذا ہم ان تینوں اُمور کو ملحوظ رکھ کر اِن احادیث پر نظر ڈالیں گے جو اس باب میں وارد ہوئی ہیں۔

یہ سب کو معلوم ہے کہ عرب جاہلیت میں برتھ کنٹرول کے لئے قتل کا طریقہ رائج تھا جس کے دو وجوہ تھے۔ ایک معاشی حالات کی خرابی جن کی وجہ سے ماں باپ اپنی اولاد کو مار ڈالتے تھے تا کہ اُن کے رزق میں کوئی شریک پیدا نہ ہو۔ دوسرے غیرت کا حد سے بڑھا ہوا جذبہ جو لڑکیوں کے قتل کا محرک ہوتا تھا۔ اسلام نے آکر اس کو سختی کے ساتھ منع کیا اور اس باب میں عربوں کی ذہنیت ہی بدل دی۔

اس کے بعد مسلمانوں کا رُجحان عَزَل، یعنی مباشرت بِلا انزال فی الفرج کی طرف راغب ہوا۔ لیکن یہ رُجحان عام نہ تھا، نہ برتھ کنٹرول کی کوئی تحریک جاری ہوئی تھی، نہ اس کو قومی پالیسی بنانا مقصود تھا نہ اس کے محرک زمانہ جاہلیت کے جذبات و خیالات تھے جن کی وجہ سے قتلِ اولاد کے ظالمانہ طریقہ پر عمل کیا جاتا تھا بلکہ دراصل اس کے تین وجوہ تھے جو ماہرینِ فنِ حدیث کو معلوم ہو سکتے ہیں۔

(۱) لونڈی سے اولاد نہ ہو (۲) لونڈی کے اُمِ ولد (بچے کی ماں) بن جانے سے یہ خوف تھا کہ اسے پھر ہمیشہ اپنے پاس رکھنا ہو گا۔ (۳) زمانہ ُرضاعت (شیر خوارگی) میں حمل ٹھہر جانے سے شیر خوار بچہ کو نقصان پہنچنے کا خوف تھا۔

عَزَل کا حل:

عَزِل پر ضبطِ ولادت کے جواز کا قیاس صحیح نہیں اس لئے کہ شارع نے صرف اس وجہ سے حرام نہیں کیا کہ بعض حالات میں انسان فی الواقع ان کو اختیار کرنے پر مجبور ہوتا ہے اور احتیاط کا مُقتَضیٰ (تقاضا) یہی ہے کہ ان کو ایسا کرنے کی اجازت دے دی جائے۔ مثلاً حمل ٹھہرنے سے عورت کی جان کا خطرے میں پڑ جانا، یا اس کی صحت کو غیر معمولی نقصان پہنچنے کا خوف، یا زمانہ رضاعت میں شیر خوار بچے کو مَضَرَّت (ضرر و نقصان) پہنچنے کا اندیشہ، یا اور ایسے ہی دوسرے وجوہ۔ ایسے حالات میں اگر طبّی مشورے سے ضبطِ ولادت کا کوئی طریقہ اختیار کیا جائے تو یہ جائز ہو سکتا ہے لیکن بلا ضرورت اس کو ایک عام طرزِ عمل اور قومی

پالیسی بنانا احکامِ اسلام کے قطعاً خلاف ہے اور وہ تمام خیالات جن کی بنا پر ایسا طرزِ عمل اختیار کرنے کی طرف رُجحان پیدا ہوتا ہے، اُصولِ اسلام کے بالکل منافی ہیں۔

مجوزین کی چالاکی:

برتھ کنٹرول کو عَزَل سے کوئی تعلق نہیں۔ عَزَل کی اجازت بھی صرف جواز کی حد تک تھی اور وہ جواز بھی "برتھ کنٹرول" کے لئے نہیں شرعی مجبوریوں پر اور وہ بھی بعض صحابہ کے اجتہاد پر جواز کا فتویٰ ہے جسے مجوزین چالاکی سے انہی صحابہ کرام کے اسماء گرامی گناتے ہیں اور جن حضرات صحابہ و تابعین و تبع تابعین وائمہ مجتہدین نے عَزَل کو بھی مکروہ بتایا ہے ان کا یہ حضرات نام لینا تک گوارہ نہیں کرتے حالانکہ دیانت و علمی حقیقت کا تقاضا یہی ہے کہ جواز وعدمِ جواز میں دونوں طرفین سامنے ہوں۔ اور جن حضرات نے جواز عَزَل کا فرمایا ہے وہ بھی چند شرائط کے بعد لیکن برتھ کنٹرول کے مجوزین نے اپنے ہاتھوں مغربیت زدہ عوام کے دین کا باغ اُجاڑا۔

حکمِ نبی کریم ﷺ:

برتھ کنٹرول دشمنانِ اسلام (دہریوں) کا تحفہ (بدعتِ سیئہ) ہے۔ مجوزین برادری کے بقول اسے عَزَل پر بھی قیاس کریں تب بھی یہ ماننا پڑے گا کہ عَزَل کا بھی حضور نبی پاک ﷺ نے حکم نہیں فرمایا اور نہ ہی تاکید فرمائی ہے، اور نہ ہی اس پر عمل نہ کرنے کی وعید سنائی ہے۔ بلکہ غور سے دیکھا جائے تو اس سے اشارہ کنایہ سے کراہت کا اظہار فرمایا ہے اور جہاں اشارۂ جواز ہے تو وہ بھی ضرورت پر۔ افسوس تو اُن مسلمان بھائیوں کا ہے کہ صریح احکام جن کے بارے میں حضور سرورِ کونین ﷺ کا صریح نہ صرف ارشاد بلکہ تعمیل پر تاکید ہے اور اُس کی خلاف ورزی پر وعید وتہدید (تنبیہ)۔ لیکن ان احکام کو پس پُشت ڈال دیا جاتا ہے گو وہ احکام اُن مسلمانوں کے لئے نہیں ہیں۔ لیکن جہاں نفسانی خواہش کا معاملہ ہے وہاں جواز کے حیلے بہانے تلاش کئے جارہے ہیں وہ بھی حضور ﷺ کے صریح حکم سے اجتہادِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور وہ اجتہاد بھی بعض کا جو کہ اُصولِ فقہ کے قوانین پر مرجوع (رجوع کیا گیا)۔

اجتہادِ صحابہ کا حال عزل کے بارے میں:

جن احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت جابر وابن عباس وسعد بن ابی وقاص وابوایوب انصاری نے عَزَل کے باب میں کوئی صریح حکم نہ ہونے کو جواز کی دلیل سمجھا۔ ایک اور حدیث جو انہی صحابی سے امام مسلم نے نقل کی ہے یہ ہے کہ "ہم عہدِ رسالت میں عَزَل کرتے تھے، اس کی خبر حضور ﷺ کو پہنچی اور آپ ﷺ نے ہم کو منع نہ فرمایا۔"[74] اس حدیث میں اِبہام (عدمِ وضاحت) ہے۔ صاف معلوم نہیں ہوتا کہ عَزَل کے متعلق حضور ﷺ سے کچھ پوچھا گیا یا نہیں، اور پوچھا گیا تو حضور ﷺ نے اس پر کیا فرمایا۔

دوسری احادیث یہ بتاتی ہیں کہ اس مسئلے میں حضور ﷺ سے سوال کیا گیا تھا۔ چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمارے ہاتھ لونڈیاں آئیں اور ہم نے عَزَل کیا، پھر اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم ایسا کرتے ہو؟ کیا تم ایسا کرتے ہو؟؟ کیا تم ایسا کرتے ہو؟؟؟ قیامت تک جو بچے پیدا ہونے ہیں وہ تو ہو کر ہی رہیں گے۔"[75] (بخاری)

---

(74)صحيح مسلم, كتاب النكاح, باب حكم العزل, 1065/2, رقم الحديث 1440, دار إحياء التراث العربي بيروت.

(75)صحيح البخاري, كتاب النكاح, باب العزل, 33/7, رقم الحديث 5210, دار طوق النجاة, الطبعة الأولى, 1422ه.

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں انہی ابوسعید رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ بنی المُصطلِق میں ہمارے ہاتھ لونڈیاں آئیں۔ اہل وعیال سے دُوری ہم پر شاق (سخت مشکل) گزر رہی تھی۔ ہم نے چاہا کہ ان عورتوں سے اِستِمتاع (فائدہ حاصل) کریں۔ مگر اس کے ساتھ ہماری خواہش یہ بھی تھی کہ ان کو فروخت کردیں۔ اس لئے ہم نے خیال کیا کہ اِن سے عَزَل کرنا چاہیے تاکہ اولاد پیدا نہ ہو۔ ہم نے حضور ﷺ سے سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

ما عليكم أن لا تفعلوا ما من نسمة كائنة إلى يوم القيامة إلا وهي كائنة۔ [76]

"یعنی کیا بگڑ جائے گا اگر تم ایسا نہ کرو۔ قیامت تک جو بچے پیدا ہونے والے ہیں وہ تو ہو کر ہی رہیں گے۔"

مسلم کی حدیث ہے کہ جب عزل کے بارے میں آنحضرت ﷺ سے سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: لا عليكم أن لا تفعلوا ذاكم [77]

یعنی اگر تم ایسا نہ کرو تو کچھ نقصان نہ ہو جائے گا۔

ایک دوسری حدیث میں ہے: ولم يفعل ذلك أحدكم [78] یعنی تم میں سے کوئی یہ فعل کیوں کرے؟

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے آکر عرض کیا میرے پاس ایک لونڈی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ اس سے اولاد ہو۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: اعزل عنها إن شئت فإنه سيأتيها ما قدر لها [79]

یعنی تو چاہے تو عَزَل کرلے، مگر جو اولاد اس کی تقدیر میں لکھی ہے وہ تو ہو کر رہے گی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ترمذی نے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ صحابہ میں سے جو اہلِ علم تھے وہ عموماً عَزل کو مکروہ سمجھتے تھے۔ [80] مؤطا میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ان لوگوں میں سے ہیں جو عَزَل کو ناپسند کرتے تھے۔ [81] بلکہ دیگر صحابہ بھی جن کی فہرست آگے لکھوں گا۔

ان سب روایات کو پیشِ نظر رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس فعل کی اجازت نہ دی تھی بلکہ آپ ﷺ اس کو عبَث (بے فائدہ) اور ناپسندیدہ فعل سمجھتے تھے اور آپ ﷺ کے جن اصحاب کو تَفَقُّہ فِی الدّین (دین کے علم) کا مرتبہ حاصل تھا وہ بھی اس کو اچھی نظر سے نہ دیکھتے تھے۔ لیکن چونکہ اسکے باوجود عَزَل کی عام تحریک قوم میں جاری نہیں ہوئی تھی، اور اس کو ایک عام قومی طرزِ عمل نہیں بنایا جارہا تھا بلکہ محض چند افراد اپنی مجبوریوں اور ضرورتوں کی بنا پر اس فعل کا ارتکاب کرتے تھے، اس لئے آپ ﷺ نے اس کی ممانعت کا کوئی قطعی اعلان بھی نہ فرمایا۔ اگر اس وقت برتھ کنٹرول کی کوئی عام تحریک شروع ہوتی تو یقیناً حضور ﷺ نہایت سختی کے ساتھ روکتے۔ اگرچہ ہمارے اکثر مسلمان بھائی حسبِ عادت نہ بھی مانتے کیونکہ برتھ کنٹرول اُصولِ اسلام کے نہ صرف منافی ہے بلکہ اسلامی اقدار کو پامال کرتا ہے۔

سوال: آیت سے برتھ کنٹرول کا مفہوم کہاں سے آیا؟

جواب: ہر انسان جانتا ہے کہ قرآن عورت اور مرد کے زوجی تعلق کی دو غرضیں بتاتا ہے۔ ایک یہ کہ:

---

(76) الموطأ لإمام مالك، كتاب الطلاق، ما جاء في العزل، 857/4، رقم الحديث 2206، مؤسسة زايد بن سلطان، الطبعة الأولى، 1425ھ 2004م.

(77) صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب حكم العزل، 1062/2، رقم الحديث 1438، دار إحياء التراث العربي بيروت.

(78) صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب حكم العزل، 1063/2، رقم الحديث 1438، دار إحياء التراث العربي بيروت.

(79) صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب حكم العزل، 1064/2، رقم الحديث 1439، دار إحياء التراث العربي بيروت.

(80) سنن الترمذي، أبواب النكاح، باب ما جاء في كراهية العزل، 436/3، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر، الطبعة الثانية، 1395ھ 1975م.

(81) الموطأ لإمام مالك، كتاب الطلاق، ما جاء في العزل، 858/4، رقم الحديث 2209، مؤسسة زايد بن سلطان، الطبعة الأولى، 1425ھ 2004م.

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۪ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۫ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ (البقرہ:223)

ترجمہ: تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں۔ پس تم جس طرح چاہو اپنی کھیتیوں میں جاؤ اور اپنے لئے آئندہ کا بندوبست کرو۔

اور دوسری یہ ہے: وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ (الروم:آیت ۲۱)

ترجمہ: اور اللہ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اُس نے تمہارے لئے تم ہی میں سے جوڑے پیدا کئے تا کہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو۔ اور اس نے تمہارے درمیان محبت ورحمت پیدا کی۔

فائدہ: پہلی آیت میں عورتوں کو "کھیتی" کہہ کر ایک حیاتی حقیقت (Biological Fact) کا اظہار کیا گیا ہے۔ حیاتیات کے نقطۂ نظر سے مرد کی حیثیت کاشت کار کی ہے اور عورت کی حیثیت کھیتی کی، اور ان دونوں کے تعلق سے فطرت کی اوّلین غرض بقائے نوع ہے۔ اس غرض میں انسان اور حیوان اور نباتات سب مشترک ہیں۔

دوسری آیت میں زن وشوہر کے تعلق کی غرض وغایۃ بتائی گئی ہے اور وہ قیام تمدن جس کی بنیاد زن وشوہر کے باہم مل کر رہنے سے پڑتی ہے اور یہ غرض صرف انسان کا خاصہ ہے پھر انسان کی ساخت میں ایسے اسباب پیدا کر دیئے گئے ہیں جو اس غرض وغایۃ کے لئے اسے آمادہ کرتے ہیں۔

سوال: ضبطِ ولادت کے ذریعہ سے اچھی قسم کی نسلیں پیدا کی جاسکتی ہیں جن کی صحت اچھی ہو، قویٰ مضبوط ہوں، اور جن میں کام کرنے کی عمدہ صلاحیتیں ہوں؟

جواب: اس خیال کی بنیاد اس مفروضہ پر ہے کہ انسان کے ہاں جب کبھی ایک دو بچے ہوں گے، قوی وتندرست ذہین اور طبّاع (عقلمند) ہوں گے۔ اور جب زیادہ بچے ہوں گے تو سب کے سب کمزور، بیمار، بیکار اور کُند ذہن ہوں گے۔ لیکن اس مفروضہ کی تائید میں نہ کوئی علمی دلیل ہے اور نہ باضابطہ مشاہدات وتجربات کے نتائج۔ محض گمان ہی گمان ہے جس کے خلاف ہزاروں شہادتیں عالمِ واقعہ میں موجود ہیں۔ درحقیقت انسان کی پیدائش کے متعلق کوئی ضابطہ بنایا ہی نہیں جاسکتا۔ یہ چیز کلیۃً خدا کے ہاتھ میں ہے اور خدا جس طرح چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ چنانچہ وہ خود فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ (آل عمران:پ۳، آیت ۶)

ترجمہ: قوی اور تندرست اور ذہین اولاد پیدا کرنا اور کمزور، مریض اور بَلِیدُ الذِّہن (کُند ذہن) اولاد نہ ہونے دینا انسان کے اختیار سے باہر ہے۔

سوال: ضبطِ ولادت انسان کو ایسے بچوں کی بیکار پیدائش اور پرورش کی مُشقت سے بچا دیتا ہے جن کی دنیا کو ضرورت نہیں ہے، جو کبھی کارآمد بننے والے نہیں ہیں، یا بلوغ سے پہلے ہی مر جانے والے ہیں؟

جواب: یہ خیال اس وقت صحیح ہوتا جب انسان کے پاس یہ معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ ہوتا کہ کون سا بچہ کن خصوصیات کا حامل ہوگا؟ لائق ہوگا یا نالائق؟ زندہ رہے گا یا مر جائے گا؟ اس کا وجود کارآمد ہوگا یا بے کار؟ جب یہ چیز انسانی نظر سے قطعاً پوشیدہ ہے تو محض ڈھکوسلے ہیں اس میں کوئی رائے قائم کرنا صریح حماقت ہے۔

سوال: زیادہ بچوں کی پیدائش سے عورت کی صحت خراب ہو جاتی ہے اور اس کے حسن وجمال میں بھی فرق آجاتا ہے؟

جواب: ضبطِ ولادت کے مصنوعی طریقے بھی صحت وجمال کے لئے بے ضرر نہیں ہیں۔ ان سے بھی صحت کو اتنا ہی نقصان پہنچتا ہے جتنا کثرتِ اولاد سے پہنچ سکتا ہے۔

طبّی حیثیت سے کوئی ایسا قاعدۂ عام مقرر نہیں کیا جاسکتا کہ عورت کتنے بچوں کی ولادت کا بار اُٹھا سکتی ہے۔ یہ بات ہر عورت کے شخصی حالات پر منحصر ہے۔ اگر ایک طبیب کسی عورت کے خاص حالات کو پیش نظر رکھ کر یہ رائے قائم کرے کہ حمل اور وضعِ حمل کی تکلیف اس کی زندگی کے لئے

خطرناک ہوگی تو ایسی حالت میں بلا شبہ طبیب کے مشورے سے ضبطِ ولادت کا کوئی مناسب طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے۔ بلکہ اگر ماں کی جان بچانے کے لئے ضروری ہو تو اِسقاطِ حمل کرانا بھی ناجائز نہیں ہے۔ لیکن صحت کو محض بہانہ بنا کر ضبطِ ولادت کو ایک عام طرزِ عمل بنالینا اور دائماً اس پر عمل کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں۔

یہ تحریک دراصل دہریت والحاد کے شجرِ خبیث کی پیداوار ہے۔ جن لوگوں کے دماغوں سے خدا کا تصور نکل چکا ہے اور جو دنیا کے معاملات میں اس نقطہ نظر سے غور و فکر اور تدبر و تصرف کرتے ہیں کہ خدا سرے سے موجود ہی نہیں ہے یا اگر ہے تو محض ایک معطّل ہستی ہے، اورانسان آپ ہی اپنی قسمت کا بنانے والا اور اپنے تمام معاملات کی تدبیر کرنے والا ہے، وہی اس تحریک کو وجود میں لائے ہیں اور انہی کے دماغوں کو اس تحریک کے دلائل اپیل کرتے ہیں۔ اس حقیقت کے واضح ہو جانے کے بعد یہ امر کسی تعارف کا محتاج نہیں رہتا کہ یہ تحریک اصلاً اسلام کے خلاف ہے، اس کے اصول کلیۃً اصولِ اسلام کے خلاف، اسلام کا عین مقصد ہی اُس ذہنیت کو مٹانا ہے جس سے ضبطِ ولادت جیسی تحریک پروان چڑھتی ہے۔

مانع حمل گولیاں:

یہ گولیاں صحت کے لئے سخت مُضر ہیں۔ خواتین ان کے وقتی فائدہ کے لالچ میں اپنی صحت ہمیشہ کے لئے برباد کر دیتی ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

نیویارک میں تھوڑا عرصہ ہوا ایک نوجوان جوڑے نے ضبطِ ولادت کی گولیاں بنانے والی ایک فرم کے خلاف دس لاکھ ڈالر ہرجانہ کا دعویٰ دائر کر دیا۔ دعویٰ میں کہا گیا ہے کہ ضبطِ ولادت کی گولیوں نے پھیپھڑوں میں خون کے تھکے اور دوسرے عوارض پیدا کر دیئے۔ مسٹر ایڈورڈ ارٹن اور اس کی اہلیہ نے یہ مقدمہ شکاگو کے جی ڈی سیرلی کے خلاف دائر کیا ہے، جو امریکہ میں ضبطِ ولادت کی خوردنی ادویات کے سب سے بڑے تاجر ہیں۔

واقعات کے مطابق مسز ایڈورڈارٹن دو بچوں کی ماں ہے۔ بعد ازاں ایک ڈاکٹر نے انہیں مانع حمل گولیاں استعمال کرنے کا مشورہ دیا۔ جو اس نے دو سال تک باقاعدگی کے ساتھ استعمال کیں۔ مگر ان گولیوں کے استعمال کے نتیجہ میں اُسے دردِ سر، جِلدی عوارض، دردِ معدہ، دِقتِ تنفس وغیرہ کئی امراض لاحق ہوگئے، جن کے لئے اسے ایک ہسپتال میں داخل ہو کر علاج کرانا پڑا۔ دونوں ادویات کے غیر محتاط استعمال سے مریض کی سماعت جاسکتی ہے، جینٹامائی سین(Gentamicin) اوراسٹر ہوٹائی سین کے غیر محتاط استعمال سے کئی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اسے دوسرے لفظوں میں مانع حیض کی گولیوں کے استعمال کی خرابیاں مسئلہ واضح کریں گی۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان

20 ربیع الآخر 1425ھ

(......(......(...... ☆ ...... ☆ ...... ☆ ......)......)......)